مکتوبات اساتذۂ عربی و اسلامیات
مسلم یونیورسٹی علی گڑھ بنام مختارالدین احمد

ا۔ پروفیسر چارلس اسٹوری ☆

(۱)

لندن، ۲۷ر نومبر ۱۹۵۰ء

ڈیر مسٹر احمد

آپ کا خط مؤرخہ ۱۴ر نومبر ۱۹۵۰ء موصول ہوا علی گڑھ کی کچھ پرانی یادیں تازہ ہوگئیں۔ یہ معلوم کر کے خوشی ہوئی کہ آپ ایک نادر عربی مجموعۂ شعری کی تصحیح و تحقیق میں مصروف ہیں۔ صدرالدین علی بن الحسین البصری کی الحماسۃ البصریہ انڈیا آفس کے کتب خانے میں تو نہیں ورنہ فہرست میں اس کا ذکر ہوتا۔ آپ کا یہ لکھنا کہ شاید بعد کو حاصل کیے ہوئے مخطوطات میں جن کی ابھی فہرست طبع نہیں [ہوئی] ہے، موجود ہو تو اس کے بارے میں فی الحال یہی کہہ سکتا ہوں کہ ایسی کسی کتاب کا دیکھنا مجھے یاد نہیں آتا۔ اس نوع کی کتاب سے میری دلچسپی ہے اگر ایسی کوئی تصنیف انڈیا آفس لائبریری میں دیکھتا تو یاد رہتی، پھر بھی آپ بنظر احتیاط براہ راست انڈیا آفس خط لکھ کر معلوم کر لیں۔

الشیزری (أسامۃ بن منقذ) کا دیوان بھی میرے خیال میں وہاں موجود نہیں آپ مصر یا ترکی میں تلاش کرائیں۔

خوش ہوا کہ آپ کو "کتاب الفاخر" کی تصحیح و تحقیق پسند آئی لیکن یہ میرا بہت پرانا کام ہے۔ اس کام کو اب کرتا تو شاید اس سے بہتر کرتا۔ مخلص

سی. اے. اسٹوری

(۲)

لندن، ۱۷ر دسمبر ۱۹۵۳ء

ڈیر ڈاکٹر ام. یو. احمد

تو آپ انگلستان آگئے۔ آپ کا پچھلا خط علی گڑھ سے لکھا ہوا مجھے مل گیا تھا۔ اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ آپ کیمبرج میں ہیں یا آکسفورڈ میں، یہاں پروفیسر آربری ہیں وہاں پروفیسر گب۔ آپ کو اچھے موضوع کا انتخاب کر کے محنت سے کام کرنا ہے اور محنت آپ کے سپروائزر کو نہیں آپ کو کرنا ہے۔ ویسے آپ کیمبرج آتے اور آپ کو میرے کالج (ٹرینٹی کالج) میں داخلہ مل سکتا تو مجھے زیادہ خوشی ہوتی۔ آکسفورڈ میں وائزر اور پروفیسر کالے ہیں ان سے ملتے رہنا مفید ہوگا۔ آپ جنوری کے پہلے ہفتے میں لندن آکر برٹش میوزیم میں کام کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، مجھ سے ملنا چاہتے ہیں تو کسی دن سہ پہر کو آسکتے ہیں۔

الثعالبی کی کتاب اُحسن ماسمعت کے فقرات کی تفسیر اسکول آف اورینٹل اینڈ افریکن اسٹڈیز نے شائد ۱۹۲۱ء میں چھاپی ہے آپ کو لندن میں مل جائے گی۔ مخلص

سی. اے. اسٹوری

(۳)

یکم اگست ۱۹۵۴ء

ڈیر ڈاکٹر مختارالدین

آپ کا خط پڑھ کر خوش ہوا۔ آپ کے بارے میں حیدر آباد سے ڈاکٹر عبدالمعید خاں کا بھی خط آیا تھا۔ آپ کو کسی اچھی قدیم نادر عربی کتاب کی تلاش ہے جسے آپ ڈاکٹریٹ کا موضوع بنا سکیں۔ ابن ابی عون کی الأجوبۃ المسکتہ میرے خیال میں ڈاکٹریٹ کے لئے موزوں نہ ہوگی۔ اس مصنف کی کتاب التشبیہات بہت اچھی کتاب ہے جسے ڈاکٹر عبدالمعید خان مرتب کر کے شائع کر چکے ہیں۔ ہاں انڈیا آفس لائبریری میں ایک قدیم عربی مخطوطہ محفوظ ہے جس پر ابھی لوگوں کی نظر نہیں گئی ہے، اس لئے کہ فہرست میں اس کا ذکر نہیں۔ لیکن میرے مرتب کردہ کارڈوں میں اس کا اندراج ہے اور دستی مختصر فہرست میں بھی اس کا ذکر ملے گا۔ اس کتاب کا نام کتاب الفاضل ہے، یہ مبرّد مصنّف الکامل کی کتاب الفاضل سے مختلف ہے۔ اس کے مصنف الوشاء ہیں۔

ڈاکٹر شاخت سے آپ مشورہ کریں گے تو وہ ممکن ہے کسی فقیہ کی کتاب الحیل یا فقہ کی کوئی اور کتاب آپ کے لئے تجویز کریں یا کہیں کہ اباضیوں یا لبنان کے دروز پر کام کیجئے۔ آپ ڈاکٹر بیسٹن اور ڈاکٹر اسٹرن سے بھی مشورہ کریں لیکن اس معاملے میں حرف آخر پروفیسر گب ہی ہوں گے، یہ ملحوظ رہے۔ مخلص

سی. اے. اسٹوری

۲۔ پروفیسر فریتس کرینکو☆

(۱)

پروفیسر ایف۔ کیرنکو، پی ایچ۔ ڈی

۵۷، ڈی فریولی ایوینو، کیمبرج

۱۲؍مئی ۱۹۵۲ء

ڈیر مسٹر مختارالدین احمد

گزشتہ ہفتہ رجسٹرار آفس سے الحماسۃ البصریۃ پر آپ کا مقالہ مجھے موصول ہوا جس طریقے سے آپ نے یہ کام انجام دیا ہے اس سے میں بہت خوش ہوا۔ ہاں آپ نے بِصریّہ (کسرے کے ساتھ) لکھا ہے اس سے میں ضرور اختلاف کروں گا۔ یہ کتاب صدیوں سے حماسۃ البَصریّہ (فتحہ با کے ساتھ) مشہور ہے اور مجھے یقین ہے کہ یہی اس کا بہتر تلفظ ہے۔ لسان العرب کے بقول ''بِصریّہ'' شاذ ہے اور یہ تلفظ ہر طرح قابل ترک ہے۔

عربی ادب میں اچھی خاصی تعداد میں مقامات کے نام غلط پڑھے جاتے ہیں، ان میں میرا خیال ہے کہ سب سے عام غلطی مشہور جغرافیہ داں المقدّسی کے نام کے تلفظ کی ہے جسے عرصے سے یورپ میں البیت المقدّس (بتشدید دال) سے المقدّسی تلفظ کرنے لگے ہیں، جبکہ یروشلم کا صحیح نام بیت المقدِس ہے۔

ہر چند میری صحت اچھی نہیں ہے لیکن پھر بھی آپ کے مقالے کی جانچ بہت تیزی سے کروں گا تا کہ آپ کو پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری کی تفویض میں غیر ضروری تاخیر نہ ہو۔

توقع ہے کہ آپ اپنے مستقبل کی زندگی میں اپنے موجودہ مطالعے کے میدان میں مخلص ثابت ہوں گے، میری بہترین خواہشات آپ کے ساتھ ہیں۔ آپ کا مخلص

ف۔ کرینکو

(۲)

کیمبرج، ۱۴ر جون ۱۹۵۲ء

ڈیر مسٹر مختار الدین آرزو

ہر چند ایک ممتحن کا امیدوار سے خط کتابت معمول کے خلاف ہے لیکن یہ خیال کرتے ہوئے کہ آپ سے ذاتی طور سے ملاقات کا بظاہر کوئی امکان نہیں، مجھے یقین ہے کہ آپ کو خط لکھنے کے اس مستحسن اقدام پر مجھے معاف کیا جائے گا۔

میں آپ کے مقالے کو دیکھ کر بہت خوش ہوا، افسوس یہ ہے کہ اس کتاب کے قدیم ترین نسخے کی جو استانبول میں محفوظ ہے، عکسی نقل آپ کو حاصل نہ ہو سکی ورنہ غلط نویس کاتبوں کے اغلاط و تحریفات کی بنا پر غلط، سقیم اور مسخ شدہ متن کی تصحیح کی زحمت سے آپ بہت کچھ بچ جاتے۔ آپ کے مقالے کا میں نے اک اک حرف پڑھا اور جہاں جہاں میں نے اپنے خیال کے مطابق اشعار کی بہتر قراءت خیال کی پنسل سے وہ الفاظ لکھ دیے ہیں۔ بدقسمتی سے میں نے اپنی ساری عربی و فارسی کی کتابیں ہمبرگ یونیورسٹی (جرمنی) کے کتب خانے کو تحفۃً پیش کر دی ہیں جس کی اک اک کتاب ۱۹۴۱ء کے ہوائی حملے میں ضائع ہو گئی تھی۔ کتابوں کی غیر موجودگی میں مجھے الفاظ کی قراءت پر سارا اعتماد اپنے حافظے پر کرنا پڑا ہے۔ میرا خیال حماسہ کے باب الصفات و النعوت کی اچھی خاصی تعداد جاحظ کی کسی نہ کسی مطبوعہ کتاب میں آپ کو مل جائے گی۔ [1] بعض قطعات کا المفضلیات سے مقابلہ کرنا بھی مفید ہوگا۔ جہاں تک کہ عمر نام کے شعرا کے تذکرہ مصنفہ ابن الجرّاح کا تعلق ہے تو آسٹریا کے Brau نے اس کا بہت برا ناقص ایڈیشن تیار کیا ہے۔ میں نے پورے تذکرے کی تصحیح کر کے اس کا مسودہ مطبع القدسی کو بھیج دیا ہے کہ المرزبانی کی معجم الشعراء اور الآمدی کی المؤتلف والمختلف کے ساتھ شائع کر دی جائے۔ لیکن قدسی نے مجھے لکھا کہ میرے مرتب کردہ غلط نامے کو ان کتابوں کے ساتھ شائع کرنا تجارتی طور پر بہت گراں ثابت ہوگا۔ اس غلط نامے کی عکسی نقل میں نے محفوظ کر لی ہے۔ میں نے قدسی سے طے کر رکھا تھا کہ یہ تینوں کام [معجم الشعراء، المؤتلف اور میرا مرتب کردہ تصحیح نامہ] ضروری اعراب کے ساتھ شائع کئے جائیں گے لیکن قدسی نے وہی کیا جو ان کی مرضی تھی۔

ہاں الحماسہ البصریہ کے کچھ قطعات جن کے قائلین آپ کے یہاں مجہول ہیں، میں انہیں یقیناً جانتا ہوں لیکن میری

کتابیں اور میرے قیمتی تعلیقات ضائع ہوگئے ہیں۔ افسوس ہے کہ اس سلسلے میں آپ کی کوئی مدد نہیں کرسکتا۔ اس معاملے میں آپ خوش نصیب ہیں کہ میرے محترم دوست عبدالعزیز المیمنی کے اس خزانے تک آپ کی رسائی ہے جو انہوں نے استانبول اور مصر کے اسفار کے درمیان جمع کئے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ انہیں میری غیر فانی محبت کا یقین دلائیں۔

میں اب بہت بوڑھا ہو چکا ہوں اور جو کچھ آپ کے لئے کرسکتا ہوں وہ [ضرور کروں گا۔] آپ کے لئے نہایت ہی پر مسرت اور کامیاب زندگی کی دعا ہے۔

میں اگر آپ کے کسی کام آسکوں تو اس سلسلے میں مجھے لکھنے میں ہرگز تردد نہ کیجئے گا۔ آپ کا

فریتس کرینکو

(۳)

کیمبرج، ۲۵/اکتوبر ۱۹۵۲ء

ڈاکٹر مختار الدین

میں حال ہی میں ماہ جولائی کے آخر میں اورینٹل جرمن کانگریس کے جلسے میں شرکت کے لیے بون گیا ہوا تھا۔ وہاں عظیم اطالوی اسکالر نلّینو کی صاحبزادی مس (سنوریتا) ماریا نلّینو سے ملاقات ہوئی۔ انھوں نے اطلاع دی کہ وہ نابغۃ الجعدی کے اشعار کا مجموعہ تیار کر رہی ہیں جو قاہرہ سے انطباع پذیر ہوگا۔ آپ میری اور ان کی بڑی مدد کریں گے اگر انہیں اپنے مرتب کردہ الحماسۃ البصریہ سے اس شاعر کے شعری قطعات اپنے مصادر کے حوالوں اور تخریج اشعار کے ساتھ مجھے یا انہیں براہ راست روانہ کردیں تاکہ ان کا علمی کام زیادہ مکمل ہوجائے۔[۱] آپ کی یہ علمی خدمت یورپ کے دوسرے علماء وفضلاء سے آپ کے تعارف کا باعث ہوگا۔

پیشگی شکریہ اور آپ کے لئے اور اپنے پرانے دوست پروفیسر عبدالعزیز المیمنی کے لئے بہترین خواہشات اور تسلیمات۔

آپ کا مخلص ف۔ کرینکو

ڈاکٹر ماریا نلّینو کا پتہ یہ ہے:

Dr. Maria Nallino, Via Jacope Raffini 2, Roma, Italy

۳۔ پروفیسر اوٹو اشپیز ☆

(۱)

بون یونیورسٹی، ۱۵/دسمبر ۱۹۵۴ء

ڈیر مختار الدین احمد

آپ کا خط مؤرخہ ۱۵/دسمبر موصول ہوا۔ آپ کا خط پا کر علی گڑھ اور وہاں کے احباب یاد آگئے۔ خوشی ہوئی کہ آپ لائیڈن سے چند ہفتوں کے لئے جرمنی آکر یہاں کی جامعات کے اساتذہ سے ملنا اور یہاں کے کتب خانوں سے استفادہ کرنا چاہتے ہیں۔ بہتر ہو کہ آپ اپنا علمی سفر بون سے شروع کریں پھر یہاں سے ٹیوبنگن اور دوسری جامعات جائیں۔ پروفیسر کیسکل

(Kaskel) کی قدیم عربی ادب پر بہت گہری نظر ہے، وہ بون سے قریب ہی کولون (Cologne) میں رہتے ہیں، ان سے ضرور ملئے۔یقین ہے آپ کے موضوع سے انہیں دلچسپی ہوگی اور وہ آپ سے مل کر خوش ہوں گے۔

میری، پچھلے زمانے میں ترکی زبان وادب اور دوسرے موضوعات سے دلچسپی بڑھ گئی ہے۔آپ لائیڈن یونیورسٹی لائبریری کے جس قدیم نادر قلمی نسخے پر کام کررہے ہیں ان کے بارے میں کیا مشورہ دوں۔ مجھے تو یہ معلوم ہے کہ زمانہ ماضی میں بعض نامور مستشرقین اور یورپ کے بعض اہم علماء نے اس مخطوطے سے دلچسپی لی، لیکن اس کی قدامت، ندرت، متون کی مشکلات اور اس کی ضخامت کے سبب کنارہ کش ہوگئے۔ ھامر پرگستال (Hammer Purgstall)، توربیک (Thorbecke) ، ڈرینبورگ (Deronburg)، ہوٹسما (Hautsma) اور دی خویہ (De Goeje) وغیرہ میں ہر ایک نے اس نادر نسخے سے ایک آدھ فصل چھاپی پھر وہ خاموش ہوگئے۔لیکن جب پروفیسر گب نے آپ کے لئے یہ موضوع طے کیا ہے اور وہ اپنی نگرانی میں کام کرانے پر آمادہ بھی ہوگئے ہیں تو ان کے پاس اس کی مناسب وجوہ ہوں گی۔ یقین مانئے میں آپ کو بددل کرنا نہیں چاہتا صرف آپ کی راہ میں جو مشکلات ہوں گی ان کی طرف آپ کی توجہ منعطف کرا رہا ہوں۔ بہر حال آپ جب بون پہنچیں گے تو تفصیلی گفتگو آپ سے ہوگی، اگرچہ مجھے اس میں شبہہ ہے کہ میں واقعی آپ کی کوئی علمی مدد کرسکوں گا۔علی گڑھ کے قیام کے دوران میں نے شہاب الدین مقتول کے چند رسائل شائع کیے تھے۔ کچھ اور کام بھی کئے تھے، اس کے بعد دوسرے موضوعات کی طرف متوجہ ہوگیا اور قدیم عربی وفارسی متون کی تصحیح و ترتیب و ترجمہ و اشاعت کی طرف توجہ کا پھر بہت کم موقع ملا۔

پروفیسر میمن اور اپنے دوست مسٹر بدرالدین علوی کو کبھی علی گڑھ خط لکھیں تو انہیں بتائیں کہ میں اب بھی انہیں بھولا نہیں ہوں۔لائبریرین سید بشیر کیسے ہیں؟ آپ کا مخلص

اوٹو اشپیز

(۲)

بون، ۲۱ر دسمبر ۱۹۵۴ء

ڈیر ...

آپ کا خط ابھی ملا۔آپ نے لکھا ہے کہ میرے ایک ہندوستانی شاگرد یا نے عرب شاعر الصنوبری پر میری نگرانی میں بون یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ لی ہے، اور یہ کہ ان کی تھیسس میں آپ کے مطالعے کے لئے نکال کر رکھ لوں۔ مجھے بالکل یاد نہیں آتا کہ میں نے کسی ہندوستانی یا کسی عرب شاگرد سے الصنوبری شاعر پر کام کرایا ہو یا اس سے اس کا دیوان اڈٹ کرایا ہو۔لیکن اس کا امکان ہے کہ جرمنی کی کسی اور یونیورسٹی میں اس عرب شاعر پر کسی نے ڈاکٹریٹ کی ہو اور آپ کو اس کی یونیورسٹی کا صحیح نام یاد نہ رہا ہو۔ پروفیسر کرینکو کا یہ خاص میدان ہے، ممکن ہے ان کی نگرانی میں یہ کام ہوا ہو۔ یہ آپ کو معلوم ہوگا وہ یہاں اور ہیمبرگ یونیورسٹی میں بہت دنوں تک عربی کے استاد رہے ہیں۔

اس وقت میرے ایک رفیق شعبہ ڈاکٹر ہوینرباخ (Hoenerback) میرے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے ان سے ذکر کیا وہ بھی اس بات سے واقف نہیں۔ توقع ہے بون میں آپ سے جلد ملاقات ہوگی۔ مخلص

اوٹو اشپیز

(۳)

جامعۂ بون، ۲۶ر دسمبر۱۹۵۴ء،

ڈیر احمد

آپ کا مرسلہ نوٹ ملا۔خوشی ہوئی کہ آپ بون پہنچ گئے۔اس ویک اینڈ میں میں بون سے باہر رہوں گا۔آپ پیر یا منگل کو ۱۱ ربجے کے بعد یونیورسٹی آجایئے۔منتظر رہوں گا۔مخلص ☆

اوٹو اشپیز

۴۔پروفیسر عبدالعزیز المیمنی ☆

(۱)

علی گڑھ، ۱۶ر جولائی ۱۹۵۰ء

مکرم وعلیکم السلام

جواب میں تاخیر ہوئی، رجسٹرار پٹنہ اور سید احمد صاحب کو لکھا تھا وہ کہتے ہیں کہ میں ہمیشہ یاد دہانی کرتا رہتا ہوں ولے نتیجہ ندارد۔یہ ہے جنتا کا راج۔مجھے تو معظم صاحب ۱ کے جواب کی کبھی کوئی امید نہیں تھی۔مولانا آزاد نے جواب دیا تھا جو آپ یہاں دیکھیں گے۔ ۲ یوسف، یہاں کے برتاؤ سے کچھ خوش نہیں معلوم ہوتے۔۳ ہاں دھوراجی کے میامن کے پچاس لاکھ (واللہ اعلم) کا نقصان بتایا جاتا ہے۔کہتے ہیں پورے کاٹھیاواڑ میں ہمارے لئے بے اطمینانی ہے۔مجھے غفار نے وہاں جانے سے منع کیا ہے۔اگر گھر کرائے پر چڑھاؤں تو خود کہاں جاؤں اس لئے معاملہ معلق ہے۔مشتاق وشاہد۴ چھٹی منا رہے ہیں ہاں بشیر صاحب نے اس ارادہ کا اظہار کیا تھا کہ مکتبۂ مخطوطات کانفرنس میں منتقل کیا جائے گا اور آپ کو اس کا انچارج کیا جائے گا۔دیگری گزرد۔عید مبارک ہو۔آپ کب آرہے ہیں۔ والسلام آپ کا

میمن عبدالعزیز

(۲)

۲۸ر جولائی ۱۹۵۰ء

مکرم حضرت آرزو صاحب

وعلیکم السلام

بڑی تاخیر سے جواب دے رہا ہوں۔عدیم الفرصت تو نہیں البتہ بدنصیب ضرور ہوں۔آپ کے والد صاحب ۱ کی یاد فرمائی کا شکریہ الاشتقاق وفحول الشعراء ۲ کے فلم پہنچ گئے ہیں مگر مکبر کے بغیر بیکار۔مصر سے میرے لئے الحیوان والبیان آگئی ہیں۔حنیف احمد نسیم دہلی اور ضیاء الاسلام دونوں پی.ایچ.ڈی.لینا چاہتے ہیں۳ مگر میرا اس سے کیا تعلق ہے؟ یہاں کی گرمی بے حد بڑھ گئی ہے۔لائبریری میں آپ کے احباب ہمیشہ یاد کرتے رہتے ہیں۔والسلام

میمن

(۳)

۱۰ردسمبر ۱۹۵۳ء

مکرم آرزو صاحب وعلیکم السلام

کراچی اور آکسفورڈ دونوں ملے۔۱۳ر اکتوبر سے جس روز آپ نے خط لکھا ہے میں جگر کے ورم میں مبتلا ہو گیا، بہت تکلیف اٹھائی۔ درّانی صاحب ۱ے کے علاج سے کچھ افاقہ ہے مگر وہ ایک ماہ کے لئے مدراس چلے گئے۔ ھ و پ [ہندوستان و پاکستان] کا حال تو یہاں بھی معلوم تھا بیرونی آوازیں پہنچ ہی جاتی ہیں۔ الغرض ہمیں مذہبیت کی تفاصیل کی بجائے آدمیت کی زیادہ ضرورت تھی، لوکانو ایعقلون۔ الورقہ اور جبال تھامہ [تہامہ] منگالیں۔ رشاد عبدالمطلب ۲ے خوب شد کہ اس کو تنبیہات کی نقل نہ لینے دی۔ مجلۃ المجمع العلمی، تموز (جولائی) گذشتہ میں حمد الجاسر نے عبدالسلام [محمد ہارون] کی چمڑی ادھیڑی ہے ضرور دیکھیے۔ یہ مجھ مظلوم کی غیبی امداد ہوئی۔ تنبیہات ۳ے اور ابوالفضل کا قصہ پہلے سے معلوم تھا اور چوکنا رہنے کی کوشش کر رہا ہوں اگر میرے ایڈیشن پر اس ڈاکو کی نگاہ نہ پڑسکی، فلا اُخافہ۔ ۴ے الفاضل ۵ے ہنوز نہیں دیکھی۔ میں نے الوحشیات پر تھوڑا کام کیا مگر اس کی یہ سزا کس قانون میں ہے (اس لئے یہ کتاب ان کے باپ کی ہوگئی) نہ چھاپیں نہ واپس کریں۔ میں نے وار [الکتب المصریۃ] سے نکلے نہیں گنوائے میں نے علماء کے لئے کام کیا تھا جو اس سے زیادہ کام پر لعنت بھیجتے ہیں بایں ہمہ اس خوان یغما کا فوٹو لے لیا ہے اور تمام مصری محشّی بلا ذکر اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ الشعریؑ کل ویذمّ۔

مجمع البلدان ج ۱ طبع وسٹنفیلڈ کی تلاش کا فرض آپ کے کندھوں پر ڈالتا ہوں۔ ۶ے لوزک یا ھیفرے کے ہاں یا جرمنی سے حتما مل جائے گا۔ کیونکہ اس کا فوٹو بعد کو چھپا تھا۔ ضرور ضرور۔ نفح الطیب جلد ۲ [مطبوعۂ] مصر گم ہے وہاں تو کیا ملے گی مگر یاد ضرور رہے۔

مشتبہ النسبۃ للذھبی لیڈن، المرصع لابن الأثیر، دیوان القطامی میرے لئے خرید لیں۔ یاد رکھئے یورپ کی فرمائشیں آپ کو پوری کرنی ہیں۔ ضرور۔ ٹرٹین ۸ے کو میرا سلام اور دائمی یاد۔ ۳ر دسمبر کی شب حبیب الرحمٰن پرنسپل ۹ے کی بیوی کا انتقال شد۔ اپنے کام اور اس کی تفاصیل لکھیے۔ میری فرمائشوں کو پوری توجہ دیجیے۔ حلیم ۱۰ے سے تو کیا ذکر آیا ہوگا؟ یہاں کے احباب آپ کو سلام لکھاتے ہیں۔ میرے لئے آپ کا خط پڑھنا بڑا مشکل ہے اور صاف لکھئے۔ مجھے مطبوعات عربیہ کی فہارس عربیہ وافرنگیہ اگر بھیجیں تو خوب ہو۔ والسلام

میمن

(۴)

۳ر مارچ ۱۹۵۴ء

مکرم سلمکم اللہ وحرسکم

ہوائیہ ۲۶ر فروری ملا جبکہ میں جواب سے مایوس ہو چکا تھا۔ آپ کے بعد بھی دیمک نے مزید تباہی مچائی۔ آپ کے کاندھوں پر معجم البلدان [طبع] وسٹنفیلڈ جلد اوّل، مشتبہ النسبۃ للذھبی، المرصع لابن الاثیر اور دیوان القطامی طبع لیڈن کی فراہمی کا بار ہے۔ برلین کے آٹو ہراسوفٹز سے ممکن ہے بلدان مل سکے۔ نمبر ۲ ۳ ۴ اسی کی مطبوعات ہیں۔ بلدان کے کچھ نسخے ناقص رہ گئے تھے اس لئے باقی مجلدات کے فوٹو چھاپ دیے گئے تھے۔ اس طرح جلد اول کا حصول چنداں دشوار نہ ہوگا۔

معجم البلدان طبع مصر کی ۲ جلدیں مساوی ہیں نہ کہ ایک۔ المقتضب ۱ کا نسخہ جس پر ہیرافی کی اپنی تحریر ہے کتب خانہ کوپرلوزادہ [ترکی] میں مَیں نے خود دیکھا ہے ولکنہ غیر تام سنہ ۳۴۷ کا تحریر کردہ ہے۔
الفاضل بخط مبرّ د؟؟؟ دار الکتب عمداً شائع کرنے میں تاخیر کررہی ہے۔ ۲ دیوان حُمید [بن ثور] بک رہا ہے۔
مصر سے انباہ الرواۃ، جبال تھامہ [تہامہ]، شابشتی کی کتاب الدیارات وغیرہ آچکی ہیں نیز المعرّب [للجوالیقی]۔ ۳
جگر کی تکلیف کم ہوچکی ہے، ہماری قوم علم اور اس کی قیمت کو نہیں سمجھتی۔ فوق کل ذی علم علیم ریسرچ کے ڈائریکٹر بن رہے ہیں نیز پروفیسر۔ آپ کی یونیورسٹی نے میرے کام پر شکریہ بھی نہ کہا۔ یہ ہے قدر دانی! مانا آپ کو کچھ معلوم ہوگیا مگر حاصل چہ! کوئی کیوں سر کھپائے گا۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔
انساب ابن الکلبی میوزیم اسکوریال وشام میں ہے۔ بہت اہم ہے۔ وقد رأیتہ۔ یورپ کی مخطوطات پھر کبھی سہی۔ ۴
ایک کتاب الفاضل مبرّد کے شاگرد الوشاء کی ہے ورأیتہ اشتباہ ممکن ہے۔ ۵
خریدۃ القصر منگاؤں گا۔ ۶ کرینکوے کے اعتراف کا پس از مرگ شکریہ۔ یہ مرحوم کی شرافت تھی۔ ہاں یہ مان لیجیے کہ ہمارا ملک بڑا بدنصیب ہے۔ ہادی حسن وحبیب کی ۴،۴ سال کی توسیع ہوئی، ۸ کیوں؟؟؟ بدست ذاکر ۹ یا سبحان اللہ! آپ کا خط آپ کے اکثر رفقاء کو دکھایا پڑھایا۔ الحمد للہ صبح وشام مجید الدین ۱۰ کے ساتھ سیر ہوتی ہے۔ لینس کی عربک لیکسیکان، طبری طبع لیڈن طبقات ابن سعد وغیرہ کی قیمتیں بتائیے۔ ذیل طبری صلۃ غریب قریباً ۲۰۰ صفحہ کی علیحدہ بھی مل سکے گی؟ ۱۱
کشاف اصطلاحات الفنون ۱۲ بھی خبر رکھیے۔ والسلام

من الداعی عبدالعزیز المیمنی

(۵)

۳۰ نومبر ۱۹۵۴ء

مکرم حضرت آرزو

دونوں کرم نامے ملے۔ افسوس میں بہت مشغول اور مختل الصحۃ رہا۔ آپ نے معلومات کا انبار لاکھڑا کیا۔ جمہرۃ الاسلام بہت ضخیم کتاب ہے آپ کے پیش رووں نے بھی دیکھ دیکھ کر منہ پھیر لیا البتہ تراجم واقتباسات چھاپتے رہے۔ معجم البلدان و سٹنفیلڈ طبع اوّل ڈھونڈ نکالیے۔ پیرس آٹو ہرا سوفتز بلکہ لیڈن میں بھی ڈھونڈیے، ملنا یقینی ہے۔ مجھے ان کتب کی اشد ضرورت ہے: مشتبہ النسبۃ للذھبی، المرصع لابن الاثیر (شاید آپ ہی نے لیڈن کی فہارس بھجوائی ہیں)۔ تاریخ طبری وطبقات ابن سعد کی موجودہ قیمتیں ضرور بتائیے۔ آپ نے وہاں کیا کام شروع کیا ہے؟ آپ کو یہاں سے (بلا استحقاق بقول ذاکر صاحب) نصف تنخواہ پر چھٹی تو مل ہی گئی ہے، اب کہیے کب واپسی ہوگی؟ کراچی میں میرا پتہ ۵۹۸ گجرات نگر جمشید کوارٹرس ہے۔ شاید مارچ میں چلا جاؤں۔ والسلام

خیر اندیش
میمن عبدالعزیز

(۶)

۴ر جنوری ۱۹۵۷ء

عزیزی! السلام علیکم

کارڈ ملا تھا۔ اورینٹل کانفرنس لاہور[۱] میں آپ کا انتظار رہا۔ اب واپسی پر جواب لکھ رہا ہوں۔

سبحۃ المرجان[۲] چھپوائیے مگر بکے گی نہیں۔ دمشق میں مجھ سے احمد عبید الکتبی[۳] نے کہا کہ یہاں اس کا کوئی قدر دان نہیں پھر ہنوز پڑھنے سے رہے۔

میں پھر پوچھتا ہوں کہ آپ کو کونسی مصری کتاب چاہیے، لکھیے۔ بغداد سے ۱۹ پارسل ملے ہیں، دمشق کا بکس ۱۰ر جنوری کو پہنچ رہا ہے اور مصر سے ۹ صنادیق شاید اپریل میں پہنچیں۔ میں نے چند نہایت اعلیٰ مخطوطات کے مصوّرات حاصل کیے ہیں: الاضداد لابی الطیب، حماسۃ الظرفاء، سرّ الصناعۃ للحاتمی وغیرہ۔ ہنوز کوئی ریسرچ اسٹوڈنٹ نہیں آیا پہلے کتابیں آجائیں۔ آپ کے خط مفصل نہیں ہیں۔ ڈاکٹر علیم صاحب و پرسندگان کو سلام۔ کہیں کوئی بصریہ چھاپ نہ دے۔

اے زفرصت بے خبر در ہر چہ باشی زود باش

آپ کا میمن عبدالعزیز

(۷)

۹ر فروری ۱۹۵۷ء

عزیزی! السلام علیکم

آپ کا کارڈ مؤرخہ ۱۱ر جنوری ملا تھا بہت دیر کردی، مگر مجھے توقع تھی کہ آپ خود ہی کام ہو جانے کی اطلاع دیں گے۔

آپ نے شاہد شروانی مدیر ''جمہور'' کو چندہ نہیں دیا، بھئی میرے کرایہ میں [illegible] جائیں گے چند دن کی بات ہے۔

استنبول سے ریٹر کے قائم مقام دیتریش[۱] Prof. Dr. A. Dietrich کا خط آیا ہے۔ آپ کا حال پوچھا ہے، کچھ کیجیے اور فوری جواب دیجیے۔

آپ کا [illegible]یز

(۸)

۲۹ر فروری ۱۹۵۷ء

عزیزی! السلام علیکم

آپ ڈاکٹر علیم صاحب کا قصیدہ مدحیہ ''ہندوستان میں علوم عربیہ''[۱] جلد از جلد بھیج دیجیے، ۲، ۳ نسخے۔ ضرور۔

دمشق کا بکس آیا ہے۔ المجمع العلمی کی مطبوعات وغیرہ ہیں۔ وہاں کی خبریں ضرور لکھیے اور اپنے اور اپنے ادارے کے حالات۔ پھر تاکید ہے کہ علیم صاحب کے رسالہ کے دو نسخے جلد بھیجیں۔ والسلام علی الاصدقاء و علیکم منھم خاصۃ۔

ناچیز

میمن عبدالعزیز

(۹)

۴ر مارچ ۱۹۵۷ء

عزیزی آرزو صاحب وعلیکم السلام وسلمک اللہ

فہرست [۱] مطبوعہ نہیں، ڈیڑھ دو ہزار کتابیں ہوں گی۔ وعندی منہا مالا عین رأت ولا اُذن سمعت الخ۔ کبھی آپ ادھر نکل آتے تو دیکھ لیتے۔ حیدر آباد، پونہ و بمبئی کی ڈیڑھ ہزار عربی، فارسی و اردو کی نوادر کتابیں آ گئی ہیں، دیدنی ہیں۔ والسلام

الداعی میمن عبدالعزیز

(۱۰)

۴ر اپریل ۱۹۵۷ء

مکرم السلام علیکم

بہت دن ہوئے ایک مفصل خط لکھا تھا جس میں ایک رقعہ علیم صاحب کے نام بھی تھا، بہت دن ہوئے، کوئی جواب نہیں آیا۔

یہاں تو کیم اپریل سے تعطیل شروع ہے۔ امید ہے کہ آپ صاحبان بخیر وخوبی ہوں گے۔ ڈاکٹر صاحب کو بہت بہت سلام کہیے اور مجمع دمشق سے نظریہ اعجاز القرآن [۱] پہنچ گئی ہے البتہ ثلاث رسائل فی الاعجاز [۲] ہنوز مصر سے نہیں پہنچے۔ میں نے ڈاکٹر علیم صاحب کے رسالہ ''ہندوستان میں عربی'' کے دو تین نسخے مانگے تھے!!!! انتظار ہے۔ اپنے ادارے اور رفقاء کے احوال لکھیے، تعطیلات کہاں گزاریں گے؟ کیا ہو رہا ہے؟ ڈاکٹر صاحب کو بہت بہت سلام۔ والسلام

میمن عبدالعزیز

(۱۱)

کیم اپریل ۱۹۵۸ء

مکرم وعلیکم السلام

آپ کا کارڈ ملا تھا۔ جواب میں تاخیر ہو گئی۔ میں ۱۰ر اپریل کو راجکوٹ، بمبئی، پونہ (یہاں سے آپ کو الفاضل بھیجوں گا) جاؤں گا اور پھر عید کر کے مصر، تیونس، مراکش، طرابلس، شام، ترکی، عراق و ایران وغیرہ سے آخر جون میں لوٹوں گا۔ کچھ صحت کی اصلاح بھی مقصود ہے۔ بھجۃ المجالس مصر سے مراد ملا کا یمنی نسخہ ۹۳ے نمبر ۱۰۰ فہرست ادب مخطوطات مصورہ بجامعۃ الدول العربیۃ بہتر ہے۔ بھجۃ [بہجۃ] المجالس کے استنبول اور مراکش میں بھی نسخے ہیں، وفقکم اللہ۔ [۱] ضیاء الاسلام، حامد علی، [۲] ڈاکٹر علیم، ڈاکٹر مقبول [۳] وغیرہم کو سلام۔ المسعودی کی عجائب البحر کے کچھ سراغ مل رہے ہیں۔ قاضی عبدالودود [۴] آج کل یہاں ہیں۔ والسلام

میمن عبدالعزیز

(۱۲)

۱۳ر نومبر ۱۹۵۸ء

مکرم حضرت آرزو صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آپ کے ریڈر ہونے کی بڑی خوشی ہوئی۔ [۱] اللّٰھم زد فزد۔ الفاضل کی قیمت! یا سبحان اللہ ہاں مگر یاد آیا کہ جمہور [۲]

والے اگر چندہ مانگیں تو تیار رہیے۔ عجائب البحر مسعودی کا کوئی اقتباس دیکھا تھا جس پر دماغ میں یہ رہ گیا کہ یہ مسعودی کی ہوسکتی ہے۔ ڈاکٹر مقبول کا انکار مزید جستجو چاہتا ہے۔ ۳ مجلۃ المجمع میں آئندہ یہ مضمون آئے گا۔ الافصاح عن ابیات مشکلۃ الایضاح للفارقی ولاتوجیہ الاعراب للرمانی یہ ابھی دمشق میں چھپی ہے لسعید الافغانی میری تحقیق بڑی پر مغز ہے۔ یہاں کوئی نہیں۔

غرض نقشے است کز ما یاد ماند　　　　که هستی را نمی بینم بقائے

نہ یوسف کا کوئی ٹھکانا۔ ابو ہلال ۴ کا رسالہ تو میرے پاس دیکھا ہوگا اس کا اصل نسخہ استنبول میں ہے کاش آپ منگا لیتے۔ میں نے یہاں بڑی تعداد میں نامور مصوّرات جمع کر دیئے ہیں۔ میں آپ کے رسالہ کو دیکھنے کی کوشش کروں گا۔ دوسرے خطوط لاصحابھا [الاصحابہا]۔ والسلام

آپ کا میمن عبدالعزیز

(۱۳)

۳۱ر دسمبر ۱۹۵۸ء

آرزو صاحب السلام علیکم

شاید میں نے جواب تو لکھا تھا بڑی خوشی ہوئی کہ آپ ریڈر ہو گئے۔ فالحمد للہ والشکر لہ۔ المسعودی کی عجائب البحر کا نام کتابوں میں دیکھا ہے پھر کبھی بتاؤں گا۔ مراکش کی مغربی مطبوعات واندلسیات ملی ہیں۔ مجلّہ المجمع دمشق کے آئندہ نمبر میں رمانی کی ایک کتاب پر مضمون آئے گا (الافصاح ولاتوجیہ الاعراب للرمانی)۔ ۱ انسٹیٹیوٹ کے تقررات ملتوی پڑے ہیں شاید آئندہ چل پڑیں۔ ۲ ہاں الاشباہ للخالدیین مرتبہ ڈاکٹر یوسف کی پہلی جلد آگئی ہے۔ کاش آپ نے بھی [الحماسۃ البصریۃ] لجنۃ میں چھپوادی ہوتی۔ رسالۃ فی الحماسۃ لابی ھلال کو تبریزی نے بہت کچھ نقل کیا ہے کاش آپ استنبول کا اصل نسخہ حاصل کر لیتے۔ ۳ علیم صاحب کے مذہب میں شاید مکاتبت نہیں۔ بہر حال سلام کہئے۔ والسلام

میمن عبدالعزیز

(۱۴)

پونہ، ۲۸ر جنوری ۱۹۶۰ء

عزیزی! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

مؤرخہ ۲۵ر کل شام ملا۔ شکریہ! میں کچھ صحت کمانے کے لئے ۱۵ر دسمبر کو نکلا تھا مگر گھٹنے کے درد میں سردی اور رطوبت کے باعث کچھ اضافہ ہی رہا۔ فروری کی ۳-۴ تک بمبئی سے براہ سمندر روانگی کا ارادہ ہے اگر جواب دیں تو معرفت خلیل شرف الدین صاحب قیمہ پریس، میمن واڑہ بمبئی کے پتہ پر مل سکتا ہے۔ سبط ابن العجمی ۱ کے بعض رسائل میرے پاس بھی تھے آپ کو مولوی عبدالحئی ۲ کے کتب خانہ میں مل جائیں گے۔ آپ نے نام نہیں بتایا الاغتباط بمن رمی بالاختلاط غالباً چھپ گیا ہے۔ ۳ سبحۃ المرجان [طبع] بمبئی موجود ہے۔ ڈاکٹر یوسف بطور ریڈر یونیورسٹی میں رکھ لئے گئے ہیں از ۳ر دسمبر۔ انسٹیٹیوٹ کے ساتھ میرا آنریری تعلق قائم ہے۔ کتاب الروضۃ للمبرد معدوم ہے۔ ۴ الفاضل پیش نظر نہیں کراچی سے کچھ لکھ سکتا ہوں۔ امید ہے

ہمارے احباب و معارف بخیر و خوبی ہوں گے۔ وزارت معارف سوریہ نے جون میں دمشق اور حلب میں لکچر دینے کی دعوت دی ہے۔ وجع الرکبہ کا یہ حال ہے۔ وفقنی اللہ۔ میرے مضمون ابن عنین کے اور نمبر بھی آئیں گے۔ والسلام

میمن عبدالعزیز

(۱۵)

۲۷ر ستمبر ۱۹۶۰ء

مکرم زاد فضلکم

کارڈ مؤرخہ ۱۶ر اگست اور مجلّہ ۱ے دو نمبر ملے۔ ایک ڈاکٹر یوسف کو دے دیا، ان کا پتہ کراچی یونیورسٹی صدر عربی ہے۔ مجلّہ کے مضامین ماشاء اللہ خوب ہیں خدا آپ صاحبان کی ہمت میں برکت دے۔ خدا کرے یہ سلسلہ آئندہ اسی طرح جاری رہے۔ استنبول میں ابن العلقمی کے کتب خانہ کی اور بھی کتابیں ہیں۔ ۲ کتب خانہ محمودیہ کے متعلق آپ کا مقالہ بڑی کنج کاوی کا پتہ دیتا ہے۔ وفقکم اللہ ۳ گھٹنے کے درد نے ناکارہ کر دیا ہے کس سے کہوں اور کیا۔ بہ جبر کتب و رسائل دیکھ لیتا ہوں و بس! ''المفضلیات صاحبھا الاُصلیٰ'' کو آپ چھاپ سکتے ہیں۔ ۴ اب وہ دور ہے کہ جو چاہتا ہوں کر نہیں پاتا البتہ رسائل و مکاتیب کچھ نہ کچھ پڑھ ضرور لیتا ہوں و بس! ولکن یعلو ھا حسرات۔ ادارہ ایک اور فاضل کو سونپ دیا گیا میں غیر متعلق ہوں۔ کوئی اور حیلہ بھی نہیں، خوب شد۔

اذا قلّت فوائدنا جُفینا بذاک یذمّ انیقہ الخلیط

خدا کا شکر ہے کوئی گلہ شکوہ نہیں۔ والسلام علیکم وعلی من یذکر العاجز

میمن عبدالعزیز

(۱۶)

حیدر آباد، سندھ، یکم اپریل ۱۹۶۲ء

عزیزی رعاکم اللہ سلام واکرام

کیا یہ واقعہ نہیں کہ میرے نسیاً منسیا کر دیئے جانے کا زمانہ اب زیادہ دور نہیں۔ ڈاکٹر بلوچ مجھ سے کراچی میں ملنے کے بعد روانہ دہلی و علی گڑھ ہوئے۔ ڈاکٹر مقبول واقرأ علیہ سلامی نے انہیں ادریسی ہند ترجمہ و شرح دی تھیں۔ میں حیدر آباد میں تھا اور ۴ر کو واپسی ہے میں نے دیکھیں۔ ادریسی کا متن تو مجھے ۱۹۵۶ء میں ڈاکٹر صاحب نے دیا تھا مگر ان کا اصل کام اس جلد کے ترجمہ د ریسرچ میں ہے۔ اب جب فرصت ملی بہت کچھ دیکھا اور ان کی ریسرچ و تحقیقات کی داد دی۔ میری طرف سے ان کے کارنامے کی قدر پیش کیجئے۔ دل تو یہی چاہتا ہے کہ میرے پاس بھی اس کا ایک نسخہ ہو۔ معلوم نہیں گنجائش ہوگی یا نہیں۔

مجلّہ پہنچتا ہے، بہت خوب ہے۔ اللہ کرے آپ یہ سلسلہ جاری رکھیں۔ یہاں یہ چیزیں خواب و خیال ہیں۔ اسلام کا دعویٰ ہے لیکن اس کی اصلاح و مرمت ہمارا شیوہ ہے۔ الا انھم ھم المفسدون۔ آپ نے ابن میمون کا تذکرہ چھاپ دیا، خوب کیا۔ ۱

کراچی میں گھٹنے کی تکلیف نے اپاہج کر دیا۔ کچھ روز کے لئے حیدر آباد آیا تھا، اب میں افرغ من حجام ساباط ہوں اور ہونا بھی یہی چاہیے۔ وہاں اب کس کو یاد رہا ہوں گا۔ بہر حال مجھے علیم، مقبول، ریاض ۲ وانصاری ۳ یاد آتے رہتے ہیں۔ جواب کا انتظار رہے گا۔ والسلام

الداعی عبدالعزیز المیمنی

(۱۷)

بہادرآباد، کراچی

۲۶/اپریل ۱۹۶۲ء

مکرم اسعدکم اللہ السلام علیکم

مؤرخہ ۱۴/۱ اور پھر اشباہ کے فرمے ملے، دیکھے۔ احمد راتب النفاخ میرے عزیز شاگرد ہیں۔ ان کا کام انتہا درجے گہرا ہے نیز ڈاکٹر یوسف بھی الأشباہ طباعت کے لئے مصر بھیج چکے ہیں، وہ خود بھی نفاخ کے کام پر کوئی قابل ذکر اضافہ نہ کرسکے۔ اس کا مسودہ بھی یہاں نہیں جو مقابلہ کرسکوں۔ بظاہر آپ کا کام بھی خاصا ہے کاش آپ پہلے پوچھ لیتے۔ اب آپ خود ہی سوچئے کہ میرے لئے اب کیا گنجائش رہی ہوگی درآں حالیکہ اب میں ان کاموں کی صلاحیت کھو چکا ہوں۔ [۱] معمولی خطوط کے جواب دینا بھی آسان نہیں رہا۔ پڑا پڑا کوئی کتاب لے کر وقت گزار لیتا ہوں وبس!

مصر وغیرہ میں نہضت علمیہ ہے آئے دن نوادر نکلتے رہتے ہیں اگر مراتب النحویین [لأبی الطیب اللغوی] وغیرہ نکل آئی ہیں [۲] تو دیگر مخطوطات (جو میں نے خود نقل کی تھیں) بھی تو نہیں بچیں۔ اس لئے بہتر ہوتا کہ آپ البصریہ چھاپ ڈالتے مبادا کوئی ادھر متوجہ ہو جائے۔

من نمی گویم زیاں کن یا بفکر سود باش
اے ز فرصت بے خبر در ہر چہ باشی زود باش

آپ کی کتاب کی چھپائی نہایت اعلیٰ ہے۔ اگر مقبول صاحب ترجمہ نزہۃ المشتاق دین تو بھیج دیجیے۔ اسی طرح علی گڑھ کی علمی فتوحات کی اطلاع دیتے رہیں۔ یہاں کے تمام تر ادارے ریسرچ سے غیر متعلق ہیں، فانا للہ۔ والسلام علیکم۔

مخلص میمن عبدالعزیز

(۱۸)

کراچی، ۲۸/اکتوبر ۱۹۶۳ء

مکرمی رعاکم اللہ السلام علیکم

دعا ہے کہ آپ مع جملہ متعلقین بخیر وخوبی رہیں۔ ۶/اکتوبر کو مولانا ضیاء احمد صاحب [۱] سے آپ ودیگر احباب کی عافیت معلوم کرلی تھی۔ آپ تو بالکل ہی بھول گئے۔ بھولے سے بھی خط نہیں لکھتے۔ مولانا شاہد ''جمہور'' بھی نہیں بھیجتے۔ آخری نمبر میں [۲] ''ابن الدمنیۃ من الأشباہ'' آیا تھا۔ ڈاکٹر علیم کو تندرستی اور صحت یابی پر مبارکباد دیں۔

عمر میاں [۳] نے اپنے میٹرک کے نمبروں کے لئے مجھے کہا تھا اور مجھے آپ اور محض آپ یاد آئے، ان سے کہا کہ وہ خط لکھیں اور میں اس پر آمین لکھ دوں۔ سو یہ میری آمین ہے، امید ہے کہ آپ کسی قریبی فرصت میں یہ کام ضرور کردیں گے۔ والسلام

الداعی

میمن عبدالعزیز

(۱۹)

۲۴ر دسمبر ۱۹۶۳ء

مکرمی رعاکم اللہ السلام علیکم

مقالہ فی الصید نہ [۱] ۱۰ر ماہ رواں کو وصول کرتے ہی لاہور اپنے محترم جناب حکیم نیر واسطی صاحب [۲] کو بھیج دیا تھا۔ استنبول کے ڈاکٹر بدیع [۳] نے انہیں بروصہ کے نسخہ کا فوٹو بھیجا تھا اور اس پر ایک مقالہ بھی لکھا تھا۔ حکیم صاحب انگورہ میں بیٹھ کر اس کو ایڈٹ کرنے کی سوچ رہے تھے، خوب شد! آپ کی عنایت سے وہ اس ناحق پریشانی سے بچ گئے۔ فالحمد للہ ولکم الشکر۔ اب وہ لکھتے ہیں کہ ایک نسخہ اس مقالہ کا اور منگا دیجئے تو ڈاکٹر بدیع کو استنبول بھیج دوں۔ حکیم صاحب میرے محترم ہیں ان کی خدمت کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ اگر چاہیں تو انہیں بلا واسطہ اس پتے پر بھیج دیں: حکیم نیّر واسطی صاحب، ۳۱۳ سرکولر روڈ، لاہور

مجھے بھی ایک کارڈ ڈال دیں تو اچھا ہو۔ فارق صاحب دائرۃ المعارف کے لئے المنمق لابن حبیب ایڈٹ کر رہے ہیں۔ وحشت ناک آئی ہے مجھے ایک نسخہ ملا ہے۔ میں نے دیگر نسخوں کے لئے مدت ہوئی لکھ رکھا ہے مگر دار المعارف نے ہنوز جواب نہیں دیا۔

الأشباہ کی دوسری جلد شاید عنقریب نکل آئے۔ مجھے التنبیہات کی طباعت کی بڑی فکر رہتی ہے۔ ہاں النمری اور ابو ریاش کی مختصر شروح حماسہ کے میکرو فلم کبھی کے مجھے مل گئے تھے [۴] مگر وقد حیل بین العیر والنیر وان۔ یہاں زیادہ تر اسلام کی مرمت کا فرض انجام دیا جاتا ہے۔ فالی اللہ المشتکی۔ ڈاکٹر علیم تو کبھی یاد کرتے نہیں، میرا اسلام۔ خیر سگالی۔ منتظر جواب

میمن عبد العزیز

(۲۰)

اورینٹل کالج لاہور،

۱۳ر مئی ۱۹۶۶ء

عزیزی! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ

گرامی نامہ مؤرخہ ۵ر مئی مجھے آج ملا۔ میں آپ کو اور الحماسۃ البصریۃ کو ایک عرصے سے یاد کر رہا تھا۔ الأشباہ للخالدیّین پوری چھپ گئی۔ ادھر پہلے البصریۃ نکل چکی ہے فالحمد للہ علی ذلک۔ مگر مجھے نہیں ملی۔ دائرۃ المعارف والے پیشگی قیمت اور خرچ محصول ڈاک مانگا کرتے ہیں پھر کتاب بھیجتے ہیں۔ مجھے ڈاکٹر فارق اور المنمق ہمیشہ یاد رہیں گے۔ اس کتاب کو ہندوستان میں مَیں نے پہلے پہل دریافت کیا تھا پھر مولانا سلیمان اور ہاشم [۱] نے میرا نام اڑا دیا۔ [۲] نسب قریش للمؤرج السدوسی اور جمھرۃ نسب قریش للزبیر بن بکار نکل چکی ہیں [۳] اور التبیین لابن قدامۃ استنبول میں محفوظ ہے۔ [۴]

فارق صاحب کو میری طرف سے خط لکھئے اور ایک نسخہ کے لئے تاکید ضرور کیجئے۔ کہیے بہت دنوں سے آپ کے مجلّہ کا پتہ نہیں! میں ۲ر جولائی تک یہاں ہوں [۵] پھر کراچی چلا جاؤں گا۔ میری صحت برباد ہو چکی ہے۔ ذیابطیس، وجع معدہ اور احتباس بول وغیرہ کے عوارض نے گھیر لیا ہے۔ سنتا ہوں یہاں پروفیسر ایمریٹس کے طور پر ۲ر اکتوبر سے مجھے پھر رکھیں گے۔ کراچی کا پتہ یہ ہے:

میمن منزل ۳/۲۲۱، بہادر آباد کراچی۔ اور یہاں کا، پروفیسر عربی یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور۔
مجھے علی گڑھ کے احباب اور عزیزان بعد از مرگ بھی یاد رہیں گے۔ سلمکم اللہ ورعاکم۔ عمر میاں کیلیفورنیا میں ہیں آئندہ سال لوٹیں گے۔

مجموعہ دیوان بشار ۶ کے چھپنے کا حال بغداد کی فہرست سے معلوم ہوا ہے، ولکن لم اُرہ۔ ھذا وقد بلغنی خبر وفاۃ بدر الدین ولاکان۔ والسلام

منتظر جواب میمن عبدالعزیز

(۲۱)

بہادر آباد، کراچی
۱۲/اکتوبر ۱۹۶۶ء

عزیزی حفظکم اللہ وعلیکم السلام

طویل تاخیر کے بعد آپ کا مؤرخہ ۶/آج ۱۲/کو ملا۔ میں لاہور سے ۴/جولائی کو لوٹا تھا اور ۲/اکتوبر کو میرا دو سالہ معاہدہ ختم ہوا۔ اب بظاہر قیام یہیں رہے گا۔ مجھے نہ دیوان بشار ملا نہ البصریۃ۔ لاہور سے استفسار کر رہا ہوں اور آپ معید صاحب ۱ سے پوچھیے، مجھے ان کا انداز غیر متوقع سا نظر آ رہا ہے۔ مجھے فارق صاحب نے المتمق نہیں بھیجی۔ عمر میاں ۲ کا ۵ سالہ کورس تھا شاید میں انہیں بے نیل و مرام واپس بلالوں کہ ہماری ضعیفی ہے۔ ۲۶/اگست کو شیخ خلیل عرب ۳ وفات پاگئے۔ عربی کے علماء ختم ہو رہے ہیں۔ میرے بعد پنجاب کو ضرورت ہے مگر کوئی جاندار عالم نہیں مل رہا۔ جملہ ۴ درخواستیں ہیں جو لکچرر سے زیادہ نہیں ہو سکتے۔ ۴ یہاں تو لے دے کے ڈاکٹر یوسف ہیں و بس! وہاں کی حالت یہاں سے کمتر تو نہ ہوگی۔ جملہ پرسان حال ڈاکٹر علیم، مقبول اور ریاض وغیرہ کو بہت بہت سلام۔ فوری جواب کا انتظار رہے گا۔
والسلام

ہم دونوں کی صحت کچھ گر رہی ہے۔ مدتیں ہوئیں مجلہ نہیں ملا، بھیجیے۔

داعیکم میمن عبدالعزیز

(۲۲)

کراچی،
یکم دسمبر ۱۹۶۶ء

عزیزی! حرسکم اللہ السلام علیکم

ابھی ابھی البصریۃ کا پارسل ملا۔ شکریہ۔ دیوان بشار مولوی بدرالدین اور المتمق بھی مل جاتے تو خوب ہوتا! غلطیاں بہت رہ گئی ہیں۔ ۱ وفقکم اللہ۔

مخلص
میمن عبدالعزیز

(۲۳)

بہادرآباد، کراچی

۹رجنوری ۱۹۶۷ء

عزیزی حرسکم اللہ السلام علیکم

۲۱ر دسمبر کو الحماسۃ البصریۃ کے وصولی کی اطلاع دی تھی۔ آج مجلّہ کے نمبر الٹے تو حسب ذیل نکلے:

جلد ۱	۶۰	ہر دو
جلد ۲	۶۱	ہر دو
جلد ۳	۶۲	ہر دو
جلد ۴	۶۳	ہر دو

ج ۴ نمبر ۲ مجھے ۲۳ر دسمبر ۱۹۶۴ء کو ملا تھا، جس کے ۴ دن بعد میں لاہور منتقل ہو گیا۔

اس طرح مجھے اور ۶ نمبر جون ۱۹۶۴ء تا دسمبر ۱۹۶۶ء ملنے چاہئیں۔ مجلّہ اچھا ہے، آپ کی ہمت اور انتھک محنت کا آئینہ دار ہے۔ اللّٰھم زد فزد۔ اگر یہ تین اعداد نکلے ہوں تو بھجوائیں ضرور!۔

ہاں ابن میمون کا ترجمہ المنذری کی التکملہ میں اور تاریخ الاسلام للذھبی وغیرہ میں موجود ہے ونسخ الکتابین بالاسکندریۃ والقاہرۃ، کنیت اور چند اساتذہ معلوم ہوئے ہیں وکان کاتبا۔ مولوی بدرالدین کا دیوان بشار بلکہ شرح المختار من اشعار بشار بھی چاہیے۔ میرا نسخہ کھو گیا ہے۔

مجھے وجع الرکبہ کے علاوہ ذیابطیس کی تکلیف وغیرہ عوارض نے گھیر لیا ہے۔ عام صحت گرر رہی ہے۔ قمری ۸۰ سال چل رہا ہے۔ بایں ہمہ علمی جنون علی حالہ ہے۔ عبدالکافی کا حماسہ یہاں موجود ہے۔ وہاں کے اعزہ واصحاب کو اگر یاد رہا ہوں تو میری یاد ان کو پہنچا دیں۔ اپنے مشاغل اور علمی کارناموں کا ضرور پتہ دیں۔ المتمق بھی نہیں ملی فارق کو کہیے، کُلّ عام وانتم بخیر! والسلام

میمن عبدالعزیز

ضمیہ *

(۲۴)

علی گڑھ

۲۹ر اکتوبر ۱۹۵۴ء

مکرم حضرت آرزو صاحب وعلیکم السلام

میں کراچی تھا یہاں پہنچ کر آپ کے دونوں خط وصول پائے۔ فتوحات علمیہ کا حال معلوم کر کے مسرت ہوئی۔ ۱ ایک بار ذاکر صاحب کو آپ کے ذکر کا مذکور کیا معلوم ہوا کہ آپ کو ایک سال ۲ کی مزید تنخواہ دی گئی چلئے غنیمت ہے، سنتا ہوں ڈاکٹر ذاکر اور ڈاکٹر علیم صاحبان مصر سے کوئی فاضل لائیں گے تا کہ یہاں ریسرچ کرائے۔ ۳

مجھے حسب ذیل مطبوعات یورپ کی ضرورت ہے: معجم البلدان (ووستنفیلڈ) جلد اول، مشتبہ النسبۃ للذھبی (لیڈن)، دیوان القطامی (لیڈن)، المرصع لابن الأثیر۔

آپ کے اپنے کاموں کے متعلق کچھ پتا نہ چلا۔ اگر واپسی میں مصر سے الحماسۃ البصریۃ کی چھپائی کا سامان ہو سکے تو خوب ہو۔ احمد امین تو رمضان میں چل بسے، ۴ یہاں آپ کے احباب یاد کرتے ہیں۔ آپ کا خط متعدد اصحاب نے پڑھا۔ علیم و مقبول صاحبان پروفیسر و ریڈر ہو گئے۔ میرا دوسرا پتا بھی نوٹ کر رکھئے۔ گجرات نگر 598 کراچی۔ والسلام

میمن عبدالعزیز

(۲۵)

بہادر آباد کراچی

۲۳/اکتوبر ۱۹۵۵ء

مکرم رعاکم اللہ وعلیکم السلام

اس وقت یہ مؤرخات پیش نظر ہیں:

مکتوب آکسفرڈ	۹/۸/۵۴م
مکتوب از لیڈن	۲۰/۹/۵۴م
مکتوب از لیڈن	۳۰/۱۲/۵۴م
مکتوب از آکسفرڈ	۱۰/۱۰/۵۵م
و بنام مرحوم اختر ۱	۱۰/۹/۵۵م

مگر مجھے زرقاء الیمامۃ ۲ کی نگاہ حاصل نہیں ادھر آپ کا خط مقرمط ہے، نقل مکانی، فرائض، ناسازگاری آب و ہوا .....تاخیر در تاخیر ہوتی چلی گئی، دماغ حاضر نہیں، علی گڑھ کی نشاط مفقود، کیا ہو اور کس طرح یہ مہم سر کی جائے۔ معجم البلدان مصر کی اوّلین کا ایک فرسودہ نسخہ مل گیا ہے مگر لپزیگ کا ایڈیشن ڈھونڈ یئے۔ دیوان القطامی علی گڑھ میں مل گیا تھا پھر بھی طبع یورپ کی قیمت بتایئے۔ تاریخ طبری ۱۴ جلد و طبقات ابن سعد، والمشتبہ للذھبی لیڈن والمرصع لابن الأثیر ڈھونڈ نکالیے، اشد ضرورت ہے۔ تاریخ بغداد لوزک کے پاس اگر مطبوعۂ مصر ہے فلا حاجۃ لی بہ۔ المکتبۃ العربیۃ الجغرافیۃ لیڈن کا سیٹ چاہئے۔ ڈھونڈ نکالیے۔ دیوان طرماح میرے پاس ہے۔

تائیۂ دعبل ایران میں بارہا چھپا ہے وعندی منھا نسخ۔ ہل کا نسخہ التنبیھات ۳ کب کا ہے؟ واظنھا متأخرۃ کسائر النسخ الا نسخۃ مصر۔ رقاشی کا میمیہ ۴ اور ابن النطاح کا تائیہ سمط میں نہیں بیت فروۃ بن مسیک:

کالرجل خان الرجل عرق نساھا

میں نے سیرۃ ابن ہشام سے سمط میں نقل کیا ہے ۵ من حیث نقلہ الطبری وابن المعتز۔

جمھرۃ الاسلام کے مشمولات و مندرجات جو آپ نے لکھ کر بھیجے ہیں دیکھے، حیّ علی خیر العمل، ابن الھباریہ کے اشعار پر کہیں نظر پڑی تھی۔ ۶ قصیدۃ الواسانی یتیمۃ اور الذخیرہ لابن بسام میں موجود ہے۔

سینے قدیم کتب میں علی بن ھلال کو علی بن ھلیل امالہ کے ساتھ لکھتے ہیں۔ ۷ے مرھف بن اُسامۃ کی تحریر جوامع اصلاح المنطقنسخۂ مکتبۂ آصفیہ حیدرآباد پر ہے، المجلیس نسخۂ بانکی پور قدیم ہے۔ ۸ے غنو غبد اللہ ۹ے نے اوس پر اَمالی القاضی المعافی لکھا ہے واُراہ غلطاً۔ المجلیس کہیں نہیں چھپی، ۱۰ے ۱۰۰ مجلسیں ہیں۔۱۰-۱۰ یا ۲۰-۲۰ مجالس کی ایک ایک جلد بنادی جاتی ہے۔

واصل بن عطا کا وہ خطبہ جس میں حرف راء سے اجتناب کیا گیا ہے۔ عبدالسلام ہارون نے اپنے مجموعے میں چھاپ دیا ہے۔ ۱۱ے ابن السرّاج القاری، لہ ترجمۃ فی الأدباء وغایۃ النھایۃ ۔ ۱۲ے المزدوجات فی التاریخ عدۃ منھا عندی۔ ۱۳ے

میری رائے میں استنبول کے بیسوں مخطوطات طباعت کا زیادہ حق رکھتی [رکھتے] ہیں۔ ابن ابی النجباء، معجم الأدباء میں اور الوزیر ابوالقاسم المغربی کا ذکر ابوالعلاء و ما الیہ میں ہے۔ وقد طبع لہ مؤلف فی السیاسۃ بمصر۔ ۱۴ے وعندی رسالۃ لہ الی المعرّی، ۱۵ے وبلیدن منقول عن خطہ فی مقطعات مراث۔

یہاں اسلامک ریسرچ کا برائے نام نگراں ہوں۔ کام کا کچھ ٹھکانہ نہیں۔ خدا مسلمانوں کو توفیق دے۔ بہرحال نقلِ مکانی کرنا ہے دونوں مکان ۱۶ے کی فروخت کا کوئی ٹھکانہ نہیں۔ یونیورسٹی نے 'میمن منزل' کے ۱۸/ہزار لگائے، یاد ہوگا کہ تین مرتبہ ۲۵/ہزار لگ چکے تھے۔ علی گڑھ میں وفا کا یہ صلہ ملا۔

بغیر اینکہ بشد دین ودانش از دستم　　　　بیا بگو کہ زعشقت چہ طرفہ بربستم

یونیورسٹی نے 'ولی منزل' کے ۳۹ ہزار دیے تھے۔ ۱۷ے فاعتبروا یا اولی الابصار۔

۶/اگست کو علی الصباح سے پہلے حیدرآباد سندھ میں اختر صاحب ۱۸ے کا ہارٹ فیل ہوگیا۔ دفن یہاں ہوئے فاناللہ۔ بڑا دردناک حادثہ ہے، چھوٹے بچے ہیں کان اللہ لھم۔

خاتمۃ دیوان مسلم بن الولید میں جمھرۃ الاسلام سے جو عبارت مبرّد کی نقل کی ہے وہ الکامل میں نہیں اور یہ بھی ضروری نہیں کہ الرّوضہ کی ہو۔ (یہ کتاب کبھی سے فنا ہے اور نامبارک کہی جاتی ہے) ۱۹ے وشّاء کی فاضل کے دو اعلیٰ نسخے میری یادداشتوں میں مقید ہیں، ۲۰ے خوب ہے۔

عیسیٰ بن عبدالعزیز الشعلبوشی کا مقصورہ ۷۱ بیت میں ہے، عندی، وعندی ۲۱ے ابیات یحیٰی بن مسکین وھی عشرۃ، واُبیات المحاکمۃ بینھما لرجل من بجل وھی ۳۹ علی اللام۔

دیک الجن کا بائیہ لا أذکرھا۔ ۲۲ے واکثر مسائلک تحتاج الی البحث والتنقیب ولا اقوی علیھا۔

ھذا وتقبل فی الختام زاکی التحیۃ والاکرام۔

میمن عبدالعزیز

(۲۶)

بہادرآباد، کراچی-۵

۱۵/نومبر ۱۹۵۶ء

عزیزی　وعلیکم السلام

آپ کا مؤرخہ ۱۰/۹/۱۹۵۶ء ابھی ابھی سیاحت سے لوٹ کر پڑھا۔ حیرت ہے کہ آپ نے ایسے وقت لکھا جبکہ مجھے ملنا

ناممکن تھا کہ غیر ہوائی تھا۔ الغرض میں ۱۶ ر ستمبر کی صبح دوش ہوا پر بیٹھ کر سوا ۸ گھنٹے میں قاہرہ پہنچا جہاں سے ۹ صنادیق بھرے اور کیا کچھ۔ پھر ۲۵ ر اکتوبر کو بعد دوپہر اڑا اور دو گھنٹے میں بیروت تھا پھر ۲۸ ر کی صبح ۱۱ بجے دمشق اور پھر وہاں سے ۲ ر نومبر کی شام کو اوتوبیس میں بیٹھا اور ۳ ر کو ۱۲ بجے بغداد پہنچا۔ پھر ۷ ر کی صبح تہران اور ۸ ر کی شام کراچی۔ فالحمد للہ

اکتوبر ۲۴ ر کی شام ریاض [۱] آئے اور ۲۵ ر کی صبح خورشید فارق مع ابوبکر حسنی ندوی [۲] پہنچے۔ اللہ کرے آپ کی بیگم صاحبہ کی طبیعت اب ٹھیک ہو، مجاز القرآن مطبوع لایا ہوں اور معانی الفراء بھی۔

رشاد [عبدالمطلب] کہہ رہے تھے کہ آپ نے البصر یہ نہیں بھیجا ورنہ انھوں نے چھپائی کا انتظام کر رکھا ہے۔ [۳]

بہت خوب اب تو بحمد اللہ ٹریژرر صاحب بھی رو بہ صحت ہیں اور علیم صاحب وغیرہ بھی۔ آپ علیم صاحب کو روزانہ یاد دلا کر کرایہ کمیٹی کا جلسہ کرا کے کرایہ اور جو دو ڈھائی سو ٹریژرر آفس میں موجود ہیں علیم صاحب کے ہاتھ میں پہنچائیں۔

کتاب مطلوب کا نام نہیں بتایا۔ دام کی بے فائدہ فکر کرتے ہیں، بتایئے اب بھی کچھ کروں گا۔

علیم صاحب کے رسائل اعجاز مصر کے دار المعارف میں ثلاث رسائل فی الاعجاز کے نام سے چھپ گئے ہیں۔ افسوس میرے صنادیق بظاہر پورٹ سعید میں پھنس گئے ہیں، بہت کچھ دیکھا اور لیا بھی، کاش پہنچ جائے، والسلام

مشتاق صاحب، نسیم صاحب ایڈیٹر میگزین کو سلام شوق۔

الداعی میمن عبدالعزیز

☆ڈاکٹر عابد احمد علی *

(۱)

۱۵، جیل روڈ، لاہور-۴

۱۵ ر مارچ ۱۹۶۱ء

عزیزم گرامی قدر مختار الدین آرزو السلام علیکم

آپ کا محبت نامہ ملا مع ایک نسخۂ بیش بہا "مجلۂ علوم اسلامیہ" موصول ہوا تھا، جواب میں تاخیر کی معافی چاہتا ہوں، میں گزشتہ مہینوں بہت علیل رہا، شکر ہے اب افاقہ ہے۔

آپ جیسے اصحاب ذوق کی بدولت علی گڑھ میں علوم اسلامیہ کے فروغ اور نشو و نما کے سلسلہ میں جو اقدامات کئے جا رہے ہیں وہ نہایت روح افزا ہیں اور جمیع مسلمانان ہند و پاکستان کے لئے باعث فخر۔ علی گڑھ اس دور میں اسلامی تاریخ، فلسفہ اور علوم اسلامیہ میں گرانقدر سرمایہ فراہم کر رہا ہے جو مجموعی طور پر بے حد قابل تحسین ہے۔

آپ کے اس رسالہ کا معیار ہر اعتبار سے بہت بلند ہے، علاوہ بلند پایہ تحقیقی مضامین کے طباعت و نفاست کے اعتبار سے بھی نہایت حسین و جاذب نظر ہے۔ طباعت کے سلسلے میں اب ہم کو باقاعدہ 'رموزِ اوقاف' کا التزام کرنا چاہئے، اس کے علاوہ اس کے کہ 'قراءت' میں اور فہم مطالب میں سہولت ہو جائے گی، یہ حسن طباعت کو دوبالا کر دے گا، مثلاً مندرجہ ذیل التزامات اختیار کرنے چاہئیں:

۱۔ ہر پیراگراف کو نقطہ پر ختم کرنا چاہئے۔ (ڈیش ٹائپ میں نہایت بدنما لگتا ہے):

۲۔ معمولی وقفے کے لئے کاما(،)

۳۔ ذرا زیادہ وقفے کے لئے (؛)

۴۔ مقولوں کے لئے ''رموز مقولہ'' (Quotation Marks)؛ وغیرہ۔

بلکہ میں تو یہ بھی تجویز کروں گا کہ اہل علم و تحقیق اپنی دستی تحریروں میں بھی ان اوقاف کی پابندی کریں (جیسا کہ آپ اس تحریر میں دیکھ رہے ہیں)۔

آپ کی نظر سے تو بے شمار جدید مصری مطبوعات گزری ہوں گی جن میں ان اوقاف کا التزام کیا گیا ہے، اس طرح طباعت میں یگانگت بھی ہو جائے گی۔

آپ نے جو اپنے علمی مساعی اور امتیازات کے متعلق معلومات فراہم کی ہیں میں ان سے نہایت مسرور و مفتخر ہوا ہوں، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ آپ اسی طرح علمی تحقیقات میں منہمک رہیں اور مادر درسگاہ کی ہی نہیں بلکہ جمیع علوم اسلامیہ کی خدمات انجام دیتے رہیں، آمین۔

میں نہایت ممنون ہوں گا اگر آپ آئندہ بھی اس قسم کی علی گڑھ سے شائع شدہ مطبوعات مجھ کو ارسال کرتے رہیں گے۔

فی الحال کیا یہ آپ کے لئے ممکن ہوگا کہ مجھ کو ایک نسخہ اسی رسالہ کا اور بھیج دیں، دوسرے میں نے سنا ہے کہ وہاں سے کسی رسالہ کا ! آزاد نمبر شائع ہوا ہے، مجھ کو ایک نسخہ اس کا درکار ہے۔ مجھ کو گاہے بگاہے اپنی تحقیقات کے نتائج سے آگاہ کرتے رہیں، یہ میرے لئے نہایت خوشی کا باعث ہوگا۔

امید ہے کہ آپ بخیر و عافیت ہوں گے، شکر ہے میں بھی خیریت سے ہوں۔ والسلام عابد علی عابد

(۲)

۱۵، جیل روڈ، لاہور-۴

۱۶/اپریل ۱۹۶۵ء

عزیزم گرامی قدر مختار الدین آرزو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے آپ بخیر و عافیت ہوں گے، بفضلہٖ تعالیٰ میں بھی خیریت سے ہوں۔

آپ کا شائع کردہ ''مجلہ علوم اسلامیہ'' کبھی کبھی مل جاتا ہے اور دل سے آپ کے لئے دعا نکلتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید توفیق دے کہ آپ خدمت دینی و علمی بیش از بیش کرتے رہیں۔ یہ آپ کا رسالہ باعتبار اعلیٰ معیار مضامین و حسن ترتیب و طباعت بہت بلند پایہ ہے۔

میں حال میں نمبر ۲، جلد ۲ بابت ماہ دسمبر ۱۹۶۱ء دیکھ رہا تھا، اس میں مقالہ ''مصحف عثمانی کے تاریخی نسخے'' از جناب معصومی صاحب بغور پڑھا، اس سلسلے میں چند ملاحظات درج ذیل کرتا ہوں:

۱۔ بعض صحابہ نے زمانۂ رسالت میں ہی اپنے لئے مصاحف یا تو خود لکھ لئے تھے یا لکھوا لئے تھے مثلاً عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت علیؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، زید بن ثابتؓ وغیرہ، عورتوں میں حضرت عائشہؓ (اپنے آزاد کردہ غلام ابو یونس سے لکھوایا تھا)، حضرت حفصہؓ (عمر بن رافع سے لکھوایا)، حضرت امّ سلمہؓ، امّ ورقہ بن نوفل۔

۲۔ کاتبانِ وحی میں کم وبیش چالیس صحابہ کے نام ملتے ہیں جنھوں نے مختلف وقتوں میں کتابت وحی کی خدمت انجام دی۔

۳۔ مصحف خاص جو بوقتِ شہادت حضرت عثمانؓ تلاوت فرمارہے تھے (ص ۱۰) غالبًا یہ ان کا اپنا مصحف تھا، یا تو خود لکھا تھا یا اپنے لئے خاص طور پر لکھوایا تھا۔ اس نے بے شمار حوادث زمانہ دیکھے، سب سے آخری پرانی شہادت اس کے متعلق ابن بطوطہ کی ہے جس نے اس کو بصرہ میں دیکھا تھا۔ غالبًا امیر تیمور یا اس کے کسی اور امیر غالبًا (ابوبکر) قفال الشاشی نے خواجہ عبداللہ احرار کی مسجد میں سمرقند میں رکھدیا جہاں سے اس کو بوقت استیلاء روس (۱۸۸۹ء) سینٹ پیٹرس برگ (St.Petersburg) کے شاہی کتب خانہ میں منتقل کردیا گیا۔ یہ صحیح ہے کہ یہ مصحف وہاں ۱۹۱۸ء تک رہا، بعدازاں آخرکار اس کو بڑے تزک واحتشام سے تاشقند منتقل کردیا گیا جہاں یہ اس وقت محفوظ ہے۔ مولانا عبدالحامد بدایونی نے اس کا ذکر اپنے سفرنامۂ روس ''تاثرات روس'' (۱۹۵۷ء) میں کیا ہے (ص ۳۵)، ان کے بیان کے مطابق آیت ''فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ'' پرخون مبارک کے قطروں کے نشان ہیں۔ اس کا فوٹو اور بہت مختصر ذکر رسالہ "Islamic Review" بابت جنوری ۱۹۵۵ء میں بھی شائع ہوا تھا۔ چار پانچ سال ہوئے روسی سفیر مقیم پاکستان نے اعلان بھی کیا تھا کہ یہ مصحف تاشقند میں موجود ہے اور روسی حکومت اس کے فوٹو بھی بھیجنے کے لئے تیار ہے۔ چنانچہ صدر ایوب کے حالیہ دورۂ روس میں ان کو اس مصحف مبارک کی مکمل عکسی نقل (Photo copy) بطور تحفہ تاشقند میں پیش کی گئی۔

۴۔ مصحف مدینہ:- حضرت عثمان نے جو آٹھ نو نسخے مختلف امصار مملکت میں بھیجنے کے لئے تیار کرائے تھے یہ ان میں سے تھا، غالبًا اس کو انھوں نے مسجد نبوی میں رکھوادیا تھا اور یہ ان کے اپنے مصحف خاص کے علاوہ تھا، یہ صحیح ہے کہ ترک اس کو اوائل جنگ عظیم اول (۱۹۱۳-۱۹۱۸ء) استنبول لے گئے، اس وقت مدینہ منورہ کے ترکی جنرل، فخر پاشا تھے، وہ آخر وقت تک مدافعت کرتے رہے، چنانچہ وہ defender of Madina کے لقب سے مشہور ہوئے، جب انھوں نے دیکھا کہ مزید مدافعت بے کار ہوگی تو وہ بنظر حفاظت اس مصحف کو اپنی جان سے لگائے ہوئے استنبول لے گئے، جب استنبول بھی اتحادیوں کے نرغہ میں آگیا تو طلعت پاشا اس کو برلن لے گئے، کہا جاتا ہے کہ طلعت پاشا یا اور ترک افسروں نے اس کو قیصر ولیم ثانی کو بطور تحفہ پیش کردیا۔ مصری ہفتہ وار ''الدنیا وکل شیئ'' کی اطلاع صحیح ہے (ص ۲۷) تعجب ہے کہ استاد طاہر الکردی نے اس خبر کو غیر مصدقہ کیسے قرار دیا ہے حالانکہ واقعتاً ایک دفعہ میں صاف اور صحیح الفاظ میں اس مصحف کا ذکر ملتا ہے:

"Within six months from the coming into force of the present treaty, Germany will restore to His Majesty the King of the Hedjaz the original Koran of the Caliph Othman, which was moved from Medina by the Turkish authorities and is said to have been presented to the ex-emperor William II" (Pt. III, Section II, article 246 of the Treaty of Versailles).

یہ امر قابل ستائش ہے کہ دول متحدہ، جہاں بین الاقوامی اہم ترین مسائل کے متعلق فیصلے کررہے تھے اس وقت انھوں نے اس مصحف مبارک کی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا اور ایک علیحدہ دفعہ اس صلح نامہ میں مندرج کرنی ضروری سمجھی، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ کسی طرح ترکوں نے ہی اس مصحف کو پھر حاصل کرلیا اور اب یہ استنبول میں ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے ایک مضمون میں جو انھوں نے سنہ ۱۹۴۲ء میں لکھا تھا اس میں ضمناً ذکر کیا ہے کہ ''حضرت عثمان کی طرف منسوب مدینہ منورہ کے قرآن کے ایک صفحہ کا

فوٹو ترکی حکومت نے شائع کیا ہے''۔(رسول اکرمؐ کی سیاسی زندگی (مضمون اصل مکتوب نبوی بنام نجاشی) ایک خط میں جوانھوں نے میرے استفسار کے جواب میں لکھا تھا یہ بھی اطلاع دی تھی کہ اب ترک اس کو غالباً بنظر حفاظت عوام کو نہیں دکھاتے ہیں۔ابھی حال میں روزنامہ 'نوائے وقت' میں ایک خبر شائع ہوئی تھی جس سے بھی اس مصحف شریف کے استنبول میں موجودگی کی نشاندہی ہوتی تھی۔

ممکن ہے کہ مصاحف عثمانی دنیا میں کہیں اور بھی ہوں لیکن مذکورہ بالا دو مصاحف کے متعلق تو تحقیقی طور پر کہا جاسکتا ہے کہ کم ازکم یہ دو اصلی مصحف عثمانی ہیں اور یہ مسلمانان عالم کے لئے قیمتی ترین مایۂ ناز سرمایہ ہیں۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون

اگر آپ مناسب سمجھیں تو مضمون بالا کو مجلّہ کی کسی اشاعت میں شائع کر دیں۔بذریعۂ پوسٹ کارڈ مطلع کر دیں کہ یہ خط آپ کو موصول ہو گیا تا کہ اطمینان ہو اور اپنی خیریت سے بھی مطلع کیجئے گا۔والسلام

عابد احمد علی

(۳)

لاہور

۲۹رمئی ۱۹۶۵ء

عزیزم محترم السلام علیکم

ڈاکٹر حمید اللہ کا خط آیا ہے جس سے یہ امور مترشح ہوتے ہیں (ا) ڈرہم میں اصل مخطوطہ نہیں بلکہ روسی مصحف کا عکس ہے، زار روس نے کل پچاس نسخے تیار کرائے تھے، جن میں سے ایک ڈرہم میں ہے اور ایک کابل میں ہے، باقی کا پتہ نہیں اور یہ کوئی اہم بات نہیں کیونکہ تھے تو وہ عکوس۔حال میں جو صدر ایوب کو عکس دیا گیا ہے وہ حال ہی میں جدید ترین طریقہ سے تیار کیا گیا (photostat) ہے۔

آپ کا خط موصول ہوا، بہت شکریہ؛ میں دیکھوں گا اگر کوئی شمارہ نہیں پہنچا ہوگا تو مطلع کرونگا۔امید ہے کہ آپ بخیر و عافیت ہونگے۔یہاں بفضلہٖ تعالیٰ خیریت ہے،فقط والسلام

عابد احمد علی

(۴)

لاہور

۲۹رمئی ۱۹۶۶ء

عزیز گرامی قدر و محبّ محترم مختار الدین آرزو السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

کل ''مجلّہ علوم اسلامیہ'' کا جون-دسمبر ۱۹۶۵ء کا شمارہ موصول ہوا، بے حد خوشی ہوئی اور آپ کی یاد آوری کا بے حد ممنون ہوا۔آپ کے اس ذوق اور ادبی انہماک کو دیکھ کر بہت خوشی ہوتی ہے اور دل سے دعا نکلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو علمی مشاغل کی بیش از بیش توفیق عطا کرے۔اب آپ ایک بڑا کام (project) شروع کریں، اس کے لئے آپ خود اپنے علمی و طبعی

رجحانات کا جائزہ لیں اور اللہ کا نام لے کر کوئی بڑا کام شروع کر دیں۔

آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے میرے ملاحظات بابت عثمانی مصحف اس شمارہ میں شائع کر دیے ہیں، دیکھ کر خوشی ہوئی۔

علامہ میمنی آپ کو معلوم ہوگا آج کل اورینٹل کالج لاہور میں ہیں، اکثر ملاقات ہوتی ہے، غالباً اس مہینہ میں ان کی مدت [خلافت] ختم ہو رہی ہے۔ مجھے دو کتابوں کی بڑی جستجو ہے، اگر آپ بسہولت مجھ کو ارسال کر سکیں تو میں بہت ممنون ہوں گا۔ [1]

۱۔ تحریک علی گڑھ (مرتبہ رشید احمد صدیقی)

۲۔ Contribution of India to Arabic Literature by Dr. Zubaid Ahmad

امید ہے کہ آپ مع الخیر والعافیۃ ہوں گے۔ جملہ احباب کو میرا اسلام پہنچائیں۔ باقی خیریت ہے، اب میں شعبۂ اسلامیات پنجاب یونیورسٹی میں منتقل ہو گیا ہوں۔ والسلام

عابد احمد علی

(۵)

لاہور

۵/ مارچ ۱۹۶۷ء

عزیز مکرم مختار الدین السلام علیکم

آپ کا کارڈ مؤرخہ ۲۲/ فروری موصول ہوا اور باعث مسرت ہوا۔ امید ہے کہ آپ بخیریت ہوں گے اور جملہ احباب وہاں خیریت سے ہوں گے۔ بفضلہ تعالیٰ یہاں بھی خیریت ہے۔

میمن صاحب صاحب موسم گرما کی تعطیل سے قبل کراچی روانہ ہو گئے تھے پھر واپس نہیں آئے۔ معلوم ہوا کہ ان کی مدت ملازمت میں توسیع نہیں ہوئی۔ جب وہ یہاں تھے تو اکثر ڈپارٹمنٹ آجایا کرتے تھے اور اچھی دلچسپ گپ رہتی تھی۔

مجھے آف پرنٹس مل گئے تھے، آپ کا بے حد شکریہ۔ اگر "تحریک علی گڑھ" [1] آپ ارسال کر دیں تو میں بے حد ممنون ہوں گا ڈاکٹر زبید احمد کی کتاب یہاں طبع ہو رہی ہے، اگر آپ کو درکار ہو تو میں آپ کو بھیج دوں گا۔

کسی نے بتایا تھا کہ ڈاکٹر عبدالعلیم بیمار تھے، امید ہے کہ اب تندرست ہوں گے، میرا ان کو سلام کہہ دیں اور دیگر احباب کو بھی۔ معلوم نہیں کہ آپ کسی علمی سلسلہ میں لاہور آ سکتے ہیں یا نہیں، یہ میں نے اس لئے دریافت کیا کہ یہاں اپریل کے دوسرے ہفتہ میں ایک اسلامک اسٹڈیز کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔

میرے پاس آخری شمارہ مجلۂ علوم اسلامیہ کا جون-دسمبر ۱۹۶۵ء آیا تھا، اگر اس کے بعد کوئی شمارہ شائع ہوا ہو تو ارسال فرمائیے گا ممنون ہوں گا۔

گورنمنٹ کالج سرگودھا کے رسالہ سے دو آف پرنٹس میں اپنے مضمون کے علیحدہ لفافے میں آپ کو ارسال کر رہا ہوں، امید ہے کہ مل جائیں گے۔ کبھی کبھی اپنی خیریت سے مطلع کرتے رہیں۔ باقی خیریت۔ فقط والسلام

عابد احمد علی

(٦)

لاہور نیا سال مبارک ہو!

۸ر جنوری ۱۹۶۹ء

عزیز گرامی قدر مختار الدین السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مدت سے خیریت دریافت نہیں ہوئی، امید ہے کہ آپ خیریت سے ہوں گے، بفضلہٖ تعالیٰ یہاں بھی خیریت ہے۔ امید ہے آپ کا مجلہ علوم اسلامیہ باقاعدگی کے ساتھ شائع ہو رہا ہوگا، لیکن میرے پاس اس کے شمارے مدت سے نہیں آئے، اگر بھیج دیں گے تو ممنون ہوں گا۔ اس وقت دو امور پیش نظر ہیں:

۱۔ آپ دریافت کریں کہ النکت علی مقدمۃ ابن صلاح لابن حجر العسقلانیکا کوئی نسخہ آپکے علم میں وہاں کہیں موجود ہے، مثلاً آپ کی اپنی لائبریری، رامپور، بانکی پور وغیرہ میں۔

۲۔ اگر آپ مجلہ علوم اسلامیہ کا شمارہ ۴، جلد ۲، بابت دسمبر ۱۹۶۱ء مجھ کو بھیج دیں گے تو مشکور ہوں گا۔

۳۔ اگر "Catalogue of the Arabic MSS in Raza Library", Rampur شائع ہوگئی ہے تو کیا آپ اس کو تبادلہ میں یہاں ارسال کر سکیں گے۔ پنجاب پبلک لائبریری نے مندرجہ ذیل فہارس شائع کر دی ہیں:

۱۔ تفصیلی فہرست مخطوطات فارسیہ (ضخامت ص ۸۵۹)

۲۔ ضمیمہ فہرست مخطوطات فارسیہ (ص ۲۱۷)

۳۔ تفصیلی فہرست مخطوطات عربیہ (ص ۲۸۳)

۴۔ ضمیمہ فہرست مخطوطات عربیہ (ص ۶۳)

۵۔ تفصیلی فہرست مخطوطات متفرقہ (اردو، پنجابی، ترکی ص ۱۰۵)

پنجاب پبلک لائبریری سے ملحق ایک بیت القرآن کا افتتاح ہوا ہے جہاں قلمی نسخے قرآن مجید کے اور کتب متعلقہ قرآن مجید جمع کی گئی ہیں۔ میرا تقرر بحیثیت ڈائریکٹر (مہتمم) بیت القرآن ہوگیا ہے۔ واللہ المستعان۔

ڈاکٹر سید عبداللطیف کی خدمت میں میرا سلام عرض کیجئے گا اور مبارکباد پیش کیجئے گا، علی گڑھ سے متعلق لٹریچر ہو تو وہ بھی ارسال کریں۔ والسلام

دعا گو عابد احمد علی

(۷)

لاہور

یکم مارچ ۱۹۶۹ء

عزیز محترم ڈاکٹر مختار الدین السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

امید ہے کہ آپ کا مزاج بخیر ہوگا۔ بفضلہٖ تعالیٰ یہاں بھی خیریت ہے۔

میرا خیال ہے کہ ایک خط میں آپ کو پہلے ارسال کر چکا ہوں۔ اس خط کو لکھنے کی بھی ایک خاص غرض ہے وہ یہ کہ ۱۹۳۷ء میں خواجہ حسن نظامی مرحوم نے دفتر حلقۂ مشائخ دہلی سے ''کوفی خط کا پارہ'' حضرت امام جعفر صادق کے ہاتھ کا لکھا ہوا (عکس) شائع کیا تھا۔ اول تو آپ کوشش کریں کہ اس کا ایک نسخہ حاصل کر کے مجھ کو ارسال کر دیں۔

دوم اس عکسی پارہ کی اصل کے متعلق تحریر ہے کہ یہ سر راجہ اعجاز رسول خاں رئیس جہانگیر آباد کے کتب خانے میں ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ وہاں فقط یہی پارہ ہے یا پورا قرآن شریف۔

میں نے آپ کا ایڈٹ کیا ہوا رسالہ ابی العباس المبرّ د النحوی یہاں کسی کے پاس دیکھا ہے جس کے آخر میں ابن البوّاب کے خط کے Facsimile بھی شامل ہیں۔ آپ مہربانی کر کے اس رسالہ کا ایک نسخہ بھی مجھ کو ارسال کریں، ممنون ہوں گا۔

آپ کا مجلّہ مدت سے وصول نہیں ہوا، اگر شائع ہو رہا ہو تو جاری رکھیں۔ باقی خیریت ہے۔

قرآن مجید کے قلمی نسخوں کے متعلق جو آپ کے علم میں وہاں ہوں ایک مختصر فہرست بھی ارسال کیجئے گا۔ یہاں ڈاک کی اسٹرائک تھی۔ والسلام

عابد احمد علی

حواشی:

۱۔ پروفیسر چارلس اسٹوری

خط نمبر:۱

☆ اینگلو محمڈن اورینٹل کالج علی گڑھ میں عربی کے پہلے پروفیسر جرمن اسکالر جوزف ہوروولس (۱۸۷۴-۱۹۳۱ء) تھے، وہ یہاں ۱۹۰۷ء سے ۱۹۱۴ء تک رہے۔ اسی سال چارلس اسٹوری Charles Storey (۱۸۸۸ء-۱۹۶۸ء) عربی کے پروفیسر مقرر ہوئے۔ وہ ۱۹۱۹ء میں انڈیا آفس لائبریری میں اسسٹنٹ لائبریرین ہو کر لندن چلے گئے۔

۲۔ پروفیسر فرِیتس کرینکو

خط نمبر:۱

☆ جرمن مستشرق پروفیسر کرینکو (۱۸۷۲-۱۹۵۳ء)، سر راس مسعود کے عہد (۱۹۲۹-۱۹۳۴ء) میں اسلامیات کے پروفیسر ہو کر علی گڑھ آئے اور کوئی دو سال تک یہاں مقیم رہے۔ علامہ عبدالعزیز میمن کے گہرے دوستوں میں تھے۔

خط نمبر:۲

۱ جاحظ کی ساری تصانیف جو مل سکی تھیں دیکھ لی تھیں، مطلوبہ قطعات ان میں نہ ملے۔

خط نمبر:۳

۱ الجعدی کے ۸ قطعات میں نے پروفیسر ماریا نلّینو (۱۹۰۸-۱۹۷۴ء) کو بھیج دیے جو انہیں تلاش کرنے پر بھی نہیں ملے تھے۔ دیوان چھپ چکا تھا انھوں نے جلد بندی رکوادی۔ میرے مرسلہ اشعار تین چار ورق میں کمپوز کرا کے اپنے دیباچے کے ساتھ لگا دیے۔ یہ کتاب قاہرہ سے نہیں روم سے ۱۹۵۳ء میں اشعار النابغۃ الجعدی کے عنوان سے چھپی۔ وہ ۱۹۳۴ء سے اس عرب شاعر کے اشعار کی تلاش و تحقیق میں مصروف تھیں اس لئے کہ اس کا دیوان مفقود ہے۔ ایک

عرب اسکالر نے ان کے ساتھ ظلم کیا۔ پورا دیوان دمشق میں اپنے نام سے چھاپ دیا، معمولی سی ترمیم کردی اور مقدمے میں لکھ دیا دیوان مطبوعۂ روم میں اغلاط تھے میں صحیح متن شائع کر رہا ہوں۔ ماریانلینو پر میں نے ان کے ایک دوست ڈاکٹر عیسیٰ الناعوری (عمان/اردن) سے ایک مضمون لکھوا کر مجلۃ المجمع العلمی الھندی (جولائی ۱۹۸۳ء) میں شائع کر دیا ہے۔

۳۔ پروفیسر اوٹو اشپیز

خط نمبر:۱

☆ پروفیسر اوٹو اشپیز O. Spies (۱۹۰۱- ۱۹ء) ۱۹۳۲ء میں مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے شعبۂ عربی میں پروفیسر اور صدر شعبہ مقرر ہوئے۔ یہ ۱۹۳۶ء میں علی گڑھ سے بون یونیورسٹی واپس چلے گئے۔ انھوں نے علی گڑھ میں المناقب للأوزاعی اور شہاب الدین مقتول کے تین فارسی رسائل کا متن انگریزی ترجمے کے ساتھ ''ثلاث رسائل'' کے عنوان سے علی گڑھ سے ۱۹۳۵ء میں شائع کیا۔ علی گڑھ کے دوران قیام انھوں نے القلقشندی کی ''صبح الأعشیٰ'' اور ابن فضل اللہ العمری کی ''مسالک الابصار'' کے ان حصوں کا انگریزی اور جرمن میں ترجمہ بھی شائع کیا جو ہندوستان سے متعلق ہیں۔

خط نمبر:۲

۱ ڈاکٹر اختر امام (۱۹۱۰-۱۹۹۳ء) ۱۹۳۶ء میں علی گڑھ سے عربی میں ام.اے. کر کے بون یونیورسٹی (جرمنی) چلے گئے جہاں انہوں نے پروفیسر اشپیز کی نگرانی میں کام کر کے ۱۹۳۹ء میں پی.ایچ.ڈی. کیا۔ وہ عرب شاعر الصنوبری کے بڑے مدّاح تھے۔ والہانہ انداز میں اس شاعر پر مجھے ان کی گفتگو یاد ہے۔ مجھے یقین تھا کہ انھوں نے الصنوبری پر مقالہ لکھ کر یا اس کا دیوان ایڈٹ کر کے ڈاکٹریٹ حاصل کی ہے۔ مجھے جمہرۃ الاسلام میں الصنوبری کا ایک نادر اور نایاب قصیدہ ملا تھا جو کسی قدیم وجدید مصدر میں موجود نہ تھا۔ مجھے اختر امام کے مقالہ علمیہ کی اسی لئے تلاش تھی۔ جنوری ۱۹۵۵ء میں پروفیسر اشپیز مجھے بون یونیورسٹی لائبریری لے گئے اور وہاں کے پی.ایچ.ڈی. مقالات کے انڈکس کارڈ دکھائے۔ اسلامی فلسفے کے کسی پہلو پر انھوں نے مقالہ تحریر کیا تھا جس پر انھیں ڈاکٹریٹ تفویض ہوئی تھی۔ معلوم ہوتا ہے جرمنی پہنچ کر ان کی رائے بدل گئی یا اشپیز صاحب کو یہ موضوع پسند نہ آیا۔ یہ بات بھی ہے کہ اس وقت تک دیوان الصنوبری مفقود تھا اس کے کچھ منتخب اشعار ملتے تھے۔ (مکمل دیوان اب بھی مفقود ہے)۔ میری نظر سے جو دیوان کا نسخہ گزرا وہ ناقص الآخر ہے۔ یہ حصہ جس کی ترتیب واشاعت میں کسی زمانے میں ڈاکٹر زبیر صدیقی، ابومحفوظ، الکریم معصومی، مسعود حسن اور راقم الحروف وقتاً فوقتاً دلچسپی لیتے رہے، اس کی اشاعت ڈاکٹر احسان عباس کی قسمت میں لکھی تھی، انھوں نے بیروت سے اس کا بہت اعلیٰ اڈیشن شائع کیا ہے۔

خط نمبر:۳

☆ مندرجہ بالا سارے خطوط انگریزی میں ہیں، یہاں ان کا اردو ترجمہ درج کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر اے.اس. ٹریٹن بھی علی گڑھ میں عربی کے استاد رہے تھے۔ ان سے انگلستان میں ملاقات ہوئی، ان سے خط کتابت بھی رہی۔ افسوس ہے اس وقت ان کے خطوط دستیاب نہ ہو سکے۔

۴۔ پروفیسر عبدالعزیز المیمنی

خط نمبر:۱

☆ علامہ عبدالعزیز میمن (۱۸۸۸-۱۹۷۸ء)، ۱۴؍نومبر ۱۹۲۵ء کو علی گڑھ میں ریڈر اور پروفیسر اوٹو اشپیز کی علی گڑھ سے روانگی کے بعد صدر شعبہ اور ۱۹۴۴ میں پروفیسر مقرر ہوئے۔ وہ شعبۂ عربی کی پچیس سالہ خدمات کے بعد ۳۱؍مارچ ۱۹۴۹ء کو متقاعد ہوئے۔ ایک سال کی توسیع کے بعد بھی وہ تقریباً چار سال تک علی گڑھ میں مقیم رہے، وہ اپریل ۱۹۵۵ء میں کراچی منتقل ہوئے۔

۱؎ ڈاکٹر سیّد معظم حسین اس وقت شعبۂ عربی ڈھاکہ یونیورسٹی کے صدر تھے (بعد کو اس یونیورسٹی کے وائس چانسلر مقرر ہوئے)۔ پروفیسر مارگولیتھ کی نگرانی میں انہیں کتاب الاختیارین کی ترتیب وتحشیہ اور انگریزی ترجمے پر آکسفورڈ یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ تفویض ہوئی۔ انہیں عربی کے ایک لکچرر کی ضرورت تھی، الاستاذ نے میرا نام تجویز کیا۔ ڈھاکہ سے خط دیر میں آیا اس اثناء میں میں نے ملازمت پر علی گڑھ میں ریسرچ کو ترجیح دی اور معذرت کر لی۔

۲؎ استاد محترم نے ذوالقرنین کی شخصیت پر مولانا سے اختلاف کیا تھا۔ مولانا کے جواب کی نقل اگر میں نے لی تھی تو میرے پاس محفوظ نہ رہ سکی۔

۳؎ ڈاکٹر سید محمد یوسف اس زمانے میں فؤاد اول یونیورسٹی قاہرہ میں لکچرر تھے چاہتے تھے کہ علی گڑھ میں سینیر لکچرر شپ کی جگہ پر ان کا تقرر ہو جائے۔ مولانا سید بدر الدین علوی بھی اس کے امیدوار تھے۔ انتخاب کسی کا نہ ہوسکا۔ یوسف صاحب علی گڑھ واپس نہ آئے وہ ۱۹۵۳ء میں سیلون اور وہاں سے ۱۹۵۹ء میں کراچی چلے گئے۔ جہاں وہ شعبۂ عربی میں ریڈر اور صدر شعبہ مقرر ہوئے۔

۴؎ مولانا عبدالشاہد خاں شروانی (۱۲؍جنوری ۱۹۱۵ - ۲۲؍فروری ۱۹۸۴ء)، مولانا آزاد لائبریری کے مشرقی شعبہ میں اورینٹل اسسٹنٹ تھے۔ ہفتہ وار ''جمہور'' کے اڈیٹر بھی تھے اگر چہ نام محمد علی خاں ثمر کا چھپتا تھا۔ مولوی مشتاق حسین جو ادب کا بہت اچھا ذوق رکھتے تھے، ان کے معاون تھے۔ دونوں متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔

خط نمبر:۲

۱؎ مولانا ظفر الدین قادری رضوی پرنسپل مدرسۂ اسلامیہ شمس الھدیٰ۔ پٹنہ (۱۸۸۵-۱۹۶۲ء)۔

۲؎ الأصمعی اور ابوتمام کی ان نادر تصانیف کی فلمیں راقم الحروف کو آقائے محیط طباطبائی (ایران) کی توجہ سے حاصل ہوئی تھیں۔

۳؎ یہ دونوں حضرات اس وقت استاذِ گرامی کی زیرِ نگرانی ڈاکٹریٹ کرنا چاہتے تھے لیکن الاستاذ ۳۱؍مارچ ۱۹۵۰ء کو متقاعد ہو چکے تھے۔ ان میں ضیاء الاسلام نے طویل عرصے کے بعد راقم کی نگرانی میں ڈاکٹریٹ حاصل کی۔ ان کا موضوع تھا ''نشأة المقامات وتطوّرھا فی العصر العباسی''۔

خط نمبر:۳

۱؎ عبیداللہ درّانی (۱۹۰۷-۱۹۹۵ء) مسلم یونیورسٹی کی انجینیرنگ کالج میں استاد بلکہ کالج کے بانیوں میں تھے۔ ہومیوپیتھی طریقۂ علاج کے ماہر تھے۔ ۱۹۵۴ء میں پاکستان منتقل ہوئے، کچھ عرصہ کراچی میں قیام کے بعد پشاور

یونیورسٹی سے منسلک ہوئے جہاں ڈاکٹر رضی الدین وائس چانسلر تھے۔ یہاں وہ پندرہ سال تک انجینیرنگ کالج میں پروفیسر اور وائس پرنسپل رہے۔ وہ ناگپور کے بابا تاج الدین (متوفی ۱۹۲۶ء) سے گہری عقیدت رکھتے تھے۔ ان کے خلیفہ بابا قادر اولیاء مقیم وجیانگر جنوبی ہند (متوفی ۱۹۶۱ء) ان کے پیر و مرشد تھے۔ ۱۹۶۳ء میں انہوں نے مقام پیر بابا ریاست سوات کی پہاڑی پر خوبصورت علاقے میں قادر نگر آباد کیا جو مرجع خاص و عام ہے۔ بابا درّانی کے ایک رفیق اور مسترشد، علی گڑھ کے تعلیم یافتہ ولی الدین صاحب نے ''درّ عینی'' کے نام سے ان کے حالات زندگی لکھے ہیں جس کے دو ایڈیشن ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۷ء کے میرے پیش نظر ہیں۔

۲۔ ''اسماء جبال تھامہ [تہامہ] وسکانھا'' [سکانہا] عرّام بن الاصبغ کا مخطوطہ الاستاذ نے سعیدیہ لائبریری حیدر آباد دکن میں تلاش کیا تھا۔ ادارۂ معارف اسلامیہ لاہور کے اجلاس منعقدہ ۲۶ر دسمبر ۱۹۳۸ء میں انھوں نے اس موضوع پر مقالہ پیش کیا تھا جو اس کی روداد میں شائع ہوا تھا۔ الاستاذ نظر ثانی کے بعد اسے کتابی شکل میں شائع کرنا چاہتے تھے۔

۳۔ رشاد عبدالمطلب مرحوم مدیر معہد المخطوطات العربیہ قاہرہ جو اہم مخطوطات و کتب کے مائکرو فلم بنانے کے لئے ہندوستان آئے اور علی گڑھ میں الاستاذ سے بھی ملے۔ میرے کرم فرماؤں میں تھے عرّام کی جبال تھامہ [تہامہ] مرتبہ الاستاذ المیمنی جو ادارۂ معارف اسلامیہ کی روداد میں چھپا تھا کا عکس بھی لے گئے اور اپنے استاد عبدالسلام محمد ہارون کے حوالے کر دیا، انہوں نے اسے کتابی شکل میں شائع کر دیا۔ شیخ حمد الجاسر نے ان کی سخت گرفت کی۔

۴۔ التنبیہات علیٰ اغالیط الرواۃ از علی بن حمزۃ البصری جو الاستاذ کی تحقیق سے ۱۵ سال کے بعد ۱۹۶۸ء میں قاہرہ سے شائع ہوئی۔

۵۔ الفاضل للمبرد جسے الاستاذ نے ۱۹۳۸ء میں دار الکتب المصریہ کو برائے طباعت دی تھی۔ یہ کتاب طویل عرصے بعد ۱۹۵۶ء میں شائع ہوئی۔

۶۔ اکتوبر ۱۹۵۳ء میں راقم راکفیلر فاؤنڈیشن کے وظیفے پر اعلیٰ تعلیم کے لئے یورپ روانہ ہوا۔ وہاں قیام کے دوران الاستاذ کے خط برابر موصول ہوتے رہے جن میں وہ ان نادر مطبوعات کے حصول کے لئے لکھتے تھے جو ان کے پاس نہیں تھیں یا ضائع ہو گئی تھیں۔

۷۔ یہ دونوں برطانیہ کے معروف کتب فروش ہیں جہاں نادر عربی و فارسی کتابیں بھی برائے فروخت ملتی ہیں۔

۸۔ آرتھر اسٹنلے ٹریٹن (A.S.Tritton) مسلم یونیورسٹی میں شعبۂ عربی کے استاد رہے تھے وہ الاستاذ کے مخلص دوستوں میں تھے۔

۹۔ پروفیسر حبیب الرحمٰن صاحب (وفات ۱۹۵۳ء) جنہوں نے ہندوستان اور برطانیہ میں تعلیم حاصل کی۔ بعد ازاں ٹریننگ کالج علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے پروفیسر اور صدر ہوئے۔ وہ الاستاذ کے دوستوں میں تھے۔

۱۰۔ پروفیسر ابوبکر احمد حلیم شعبۂ تاریخ علی گڑھ میں استاد اور کوئی ۹ سال تک مسلسل یونیورسٹی کے پرو وائس چانسلر رہے۔ تقسیم ہند سے پہلے کراچی یونیورسٹی کے وائس چانسلر مقرر ہوئے۔ اکتوبر ۱۹۵۳ء میں لندن جاتے وقت کراچی میں ان سے اس موضوع پر گفتگو ہوئی تھی۔ وہ الاستاذ کے علمی مرتبہ کے قدر دان تھے اور خواہش مند تھے کہ الاستاذ کا تقرر کراچی یونیورسٹی میں ہو جائے۔

خط نمبر:۴

۱۔ المقتضب للمبرّد کے بارے میں راقم نے الاستاذ کی رائے طلب کی تھی کہ کیا یہ مخطوطہ ڈاکٹریٹ کے مقالے کے لئے موزوں ہوگا۔اس کا عکس پروفیسر ریٹر (فرینکفرٹ) کے پاس تھا اور مجھے حاصل ہوسکتا تھا۔بعد میں یہ کتاب استاذ محمد عبدالخالق عظیمہ کی تحقیق سے ۱۳۸۸ھ میں قاہرہ سے شائع ہوئی۔

۲۔ دیوان حمید بن ثور الاستاذ کی تحقیق کے بعد قاہرہ سے ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۱ء میں شائع ہوئی۔ انباہ الرواۃ لابناء النحاۃ از القفطی ۱۳۶۹ھ میں قاہرہ سے چھپی۔ جبال تھامہ [تہامہ] ۱۳۷۳ھ میں قاہرہ سے، الدرایات از شابشتی ۱۹۵۱ء میں بغداد سے کورکیس عواد کی تحقیق سے شائع ہوئی۔المعرّب از جوالیقی علامہ احمد محمد شاکر کی تحقیق سے ۱۹۴۲ء میں قاہرہ سے اشاعت پذیر ہوئی۔

۴۔ میں نے ڈاکٹریٹ کے حصول کے لئے بعض مخطوطات کے نام الاستاذ کو لکھ بھیجے تھے تاکہ اس بارے میں ان کی رائے معلوم کروں۔

۵۔ اس کتاب کا مخطوطہ انڈیا آفس لائبریری لندن میں میری نظر سے گزرا تھا۔فہرست مطبوعہ میں اس کا ذکر نہیں۔

۶۔ خریدۃ القصر وجریدۃ اہل العصر از عماد الدین الاصفہانی جو کئی مجلدات پر مشتمل ہے اس کی قسم مصر استاد احمد امین، شوقی ضیف اور احسان عباس کی تحقیق سے دار التالیف والترجمہ والنشر قاہرہ کی طرف سے ۵۲-۱۹۵۱ء میں شائع ہوئی۔ بعد کو دمشق اور بغداد وغیرہ کے حصے بھی انطباع پذیر ہوئے۔

۷۔ Fritz Krenkow (۱۸۷۲ء-۱۹۵۳ء) مشہور جرمن مستشرق اور قدیم عربی متون کے عالمی شہرت رکھنے والے ماہر۔ یہ اس زمانے میں کیمبرج میں مقیم تھے۔ یہ راقم کے ڈاکٹریٹ کے مقالے کے ممتحن تھے جو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں ۱۹۵۲ء میں پیش کیا گیا۔وہ الاستاذ کے قریبی دوستوں میں تھے۔

۸۔ ڈاکٹر ہادی حسن سابق صدر شعبۂ فارسی علی گڑھ یونیورسٹی اور پروفیسر محمد حبیب صدر شعبۂ تاریخ مراد ہیں۔ان دونوں حضرات کو ریٹائرمنٹ کے بعد چار چار سال کی توسیع دی گئی جبکہ میمن صاحب کو صرف ایک سال کی۔

۱۰۔ ڈاکٹر ذاکر حسین (وفات ۱۹۶۹ء) اس وقت علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے وائس چانسلر تھے۔

۱۱۔ سیّد مجید الدین شعبۂ اقتصادیات کے سربراہ اور استاد میمن کے دوست اور پڑوسی تھے۔۱۹۵۲ء میں ریٹائر ہوئے اور کراچی منتقل ہوگئے۔وہیں ۱۹۶۴ء میں ان کی وفات ہوئی۔

خط نمبر:۶

۱۔ شدید مصروفیات کی وجہ سے میں اس موتمر میں شرکت سے محروم رہا تھا۔

۲۔ ''سبحۃ المرجان فی آثار ھندوستان'' تالیف علامہ غلام علی آزاد بلگرامی (م ۱۲۳۹ھ) میں اپنے ایک شاگرد مولوی فضل الرحمٰن سیوانی سے مرتب کرا رہا تھا اور اسی سلسلے میں استاذ سے مشورہ کیا تھا۔ان کی رائے نہ تھی لیکن کتاب کی اہمیت کی بنا پر میں نے کام مکمل کرا لیا، اس پر ڈاکٹریٹ ملی، کتاب علی گڑھ سے ۱۹۷۶ء میں شائع ہوئی۔

۳۔ استاذ احمد عبید، استاد میمنی کے ذاتی دوست تھے جو عالم بھی تھے اور عربی مخطوطات و مطبوعات کی فروخت کے حوالے سے بھی شہرت رکھتے تھے۔

خط نمبر:۷

۱ پروفیسر البرٹ دیتریش (Albert Dietrich) ہائیڈلبرگ یونیورسٹی (جرمنی) میں عربی زبان کے استاد تھے۔ پھر وہ گوٹنگن یونیورسٹی چلے گئے اور وہاں بحیثیت استاد عربی بہت دنوں تک خدمات انجام دیتے رہے۔ الکتابات العربیۃ فی مصران کی مشہور کتابوں میں سے ایک ہے۔

خط نمبر:۸

۱ ''ہندوستان میں عربی ادب اور علوم اسلامیہ کی تدریس و تحقیق'' (علی گڑھ ۱۹۵۶ء)

خط نمبر:۹

۱ میں نے لکھا تھا کہ ادارے میں جو عربی مصوّرات و مطبوعات آپ نے جمع کیے ہیں ممکن ہو تو ان کی فہرست بھجوا دیجئے۔

خط نمبر:۱۰

۱ اشارہ ہے ڈاکٹر عبدالعلیم کی تحقیق بابت نظریۂ اعجاز القرآن کی جانب۔ بعد ازاں یہ مجلۃ مجمع العلمی العربی میں اشاعت پذیر ہوئی۔

۲ مؤلفۂ باقلانی و خطابی و رمانی۔ یہ مجموعہ جامعۂ اسکندریہ کے ڈاکٹر خلف اللہ اور ڈاکٹر محمد زغلول سلام کی تحقیق سے ۱۹۵۵ء میں قاہرہ سے اشاعت پذیر ہوا۔ علیم صاحب رمّانی اور خطّابی کے رسالے علی الترتیب دہلی اور علی گڑھ سے بہت پہلے ۱۹۳۶ء اور ۱۹۵۳ء میں شائع کر چکے تھے۔

خط نمبر:۱۱

۱ ''بھجۃ [بہجۃ] المجالس'' از ابن عبدالبر، مقتدیٰ حسن الازھری صاحب اور مولوی ظہورالحق نے راقم کی نگرانی میں اڈٹ کی جس پر انہیں پی. ایچ. ڈی. کی ڈگری تفویض ہوئی۔

۲ ڈاکٹر حامد علی خاں، شعبہ میں لکچرر بعد کو ریڈر مقرر ہوئے۔ علیم صاحب کی نگرانی میں انہوں نے ہندوستان کی عربی شاعری پر مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ حاصل کی۔ مقالہ اب تک غیر مطبوعہ ہے۔

۳ ڈاکٹر سید مقبول احمد، ۱۹۵۰ء میں شعبے میں سینیر لکچرر اور ۱۹۵۴ء میں ریڈر مقرر ہوئے۔ انھوں نے آکسفرڈ میں گب صاحب کے زیر ہدایت ادریسی پر مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ حاصل کی۔ بعد کو ڈیپارٹمنٹ آف ویسٹ ایشیا میں پروفیسر اور صدر شعبہ مقرر ہوئے۔

۴ قاضی عبدالودود (۱۹۰۴-۱۹۸۴ء) اردو اور فارسی کے عالم اور نامور محقق، اس وقت اپنے علمی تحقیقات کے سلسلے میں کراچی میں مقیم تھے۔

خط نمبر:۱۲

۱ اپریل ۱۹۵۸ء میں راقم کا ادارۂ علوم اسلامیہ، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں ریڈر کے عہدے پر تقرر ہوا تھا۔

۲ یہ ہفت روزہ جریدہ علی گڑھ سے جناب عبدالشاہد خاں شروانی (وفات ۱۹۸۴ء) کی ادارت میں شائع ہوتا تھا۔ پہلے بھی اس کا ذکر آیا ہے۔

۳۔ راقم، المسعودی اور اس کی تالیفات پر علی گڑھ کی مسعودی کانفرنس کے لئے تحقیقی مقالہ لکھنے میں مصروف تھا۔ اس بارے میں الاستاذ کو کتاب عجائب البحر کے اقتباسات لکھ بھیجے تھے۔ اس بارے میں اپنے شکوک بھی لکھے تھے۔

۴۔ اس وقت راقم ابوہلال العسکری کی کتاب رسالۃ فی ضبط مواضع من الحماسۃ کی تحقیق میں مصروف تھا۔

خط نمبر:۱۳

۱۔ مقالہ مجلۃ المجمع العلمی العربی (دمشق) (۳۴:۱۹۲) میں شائع ہوا۔

۲۔ ادارۂ تحقیقات اسلامی، کراچی مراد ہے جس کے الاستاذ المیمنی اس وقت ڈائریکٹر تھے۔

۳۔ استاذ المیمنی کے مشورے پر راقم نے اس مخطوطے کا عکس جامعۃ الدول العربیہ (قاہرہ) سے حاصل کرلیا تاکہ متن کی تصحیح میں اس سے مدد لے سکوں۔

خط نمبر:۱۴

۱۔ برہان الدین ابراہیم سبط ابن العجمی الحلبی (وفات ۸۴۱ھ) اپنے عہد کے بڑے عالم اور نامور مصنف تھے۔ راقم کو ان کی بعض تصنیفات کے مخطوطات ملے اور کچھ کے بارے میں اطلاعات حاصل ہوئیں۔ راقم نے ان کے بعض رسائل مرتب کئے جو علی گڑھ یونیورسٹی، مکتبہ سعیدیہ حیدرآباد دکن، خدا بخش لائبریری پٹنہ، مکتبہ ظاہریہ دمشق اور جامعہ الدول العربیہ قاہرہ سے حاصل ہوئے تھے۔ الاستاذ کے کتب خانے میں اس مصنف کی کوئی کتاب مجھے نہیں ملی۔

۲۔ علامہ ابوالحسنات عبدالحیٔ لکھنوی (وفات ۱۳۰۴) اپنے عہد کے عظیم عالم اور صاحب تصانیف کثیرہ تھے۔ ان کا قیمتی کتب خانہ علی گڑھ آگیا ہے۔

۳۔ حلب سے اس کا ایک معمولی اڈیشن نکلا ہے، ایک علمی، تنقیدی اڈیشن کی اب بھی ضرورت ہے۔

۴۔ مجھے مبرّد کی ایک نادر تحریر ملی ہے، اس کا امکان ہے کہ وہ کتاب الروضۃ سے ماخوذ ہو۔

خط نمبر:۱۵

۱۔ ششماہی ''مجلۂ علوم اسلامیہ'' جس میں عربی و فارسی زبان و ادب اور علوم اسلامیہ سے متعلق مقالات شائع ہوتے تھے۔ اسے راقم نے ''ادارۂ علوم اسلامیہ'' علی گڑھ سے ۱۹۶۰ء میں شائع کرنا شروع کیا۔ میں دس سال تک اس کا مدیر رہا۔ یہ رسالہ اب بھی شائع ہو رہا ہے۔

۲۔ مجلۂ علوم اسلامیہ (۱۹۶۰ء) میں راقم کا مقالہ ''کتب خانۂ ابن العلقمی کا ایک مخطوطہ'' شائع ہوا، استاذ کا اشارہ اسی جانب ہے۔

۳۔ یہ مقالہ محمود بن علی الاستادار الظاہری کے حالات زندگی اور ان کے کتب خانے کے بارے میں تھا۔ یہ کتب خانہ محمود بن علی الاستادار نے آٹھویں صدی ہجری میں قاہرہ میں قائم کیا تھا۔ ابن حجر، اور سیوطی اس کتب خانے کے نگراں تھے۔

۴۔ یہ مقالہ جو الاستاذ نے اورینٹل کانفرنس کے اجلاس بنارس میں پڑھا تھا میرے پاس محفوظ تھا۔ میں نے اسے مجلۂ علوم اسلامیہ شمارہ نمبر ۲ (دسمبر ۱۹۶۰ء) میں شائع کر دیا۔

خط نمبر:۱۶

۱۔ اشارہ ہے راقم کے مقالے کی جانب جو ''مجلۂ علوم اسلامیہ'' میں ۱۹۶۱ء میں شائع ہوا تھا۔ منقھی [منتہی] الطلب کے

مؤلف ابن میمون بغدادی کے حالات زندگی کے لئے راقم نے ''الوافی بالوفیات'' از صلاح الدین الصفدی کے اس مخطوطے سے استفادہ کیا تھا جو برلن کے کتب خانے میں محفوظ ہے۔

۲۔ ڈاکٹر ریاض الرحمٰن خاں شروانی شعبے میں لکچرر اور پھر ریڈر مقرر ہوئے۔ قاضی معافی النہروانی کی الجلیس الکافی و الانیس الناصح الشافی کی تصحیح و تحقیق پر انھیں ڈاکٹریٹ تفویض ہوئی۔ کتاب دائرۃ المعارف حیدرآباد سے چھپ گئی ہے۔ وہ بعد کو کشمیر یونیورسٹی میں شعبۂ عربی و اسلامیات کے صدر مقرر ہوئے۔

۳۔ ڈاکٹر محمد اقبال انصاری، ندوہ کے تعلیم یافتہ تھے۔ علی گڑھ سے انھوں نے علیم صاحب کی نگرانی میں عرب لیگ پر مقالہ لکھ کر پی. ایچ. ڈی. کی ڈگری حاصل کی۔ وہ شعبۂ اسلامیات میں ریڈر اور بعد کو پروفیسر مقرر رہوئے۔ ان کا مقالہ شائع ہوگیا ہے۔

خط نمبر: ۱۷

۱۔ المختار من شعر ابن الدمینۃ کے پروف میں نے حضرۃ الاستاذ کو اصلاح و نظر ثانی کے لئے بھیجے تھے۔ افسوس یہ اوراق ان کی توجہ سے محروم رہے۔ میں نے الأشباہ والنظائر للخالدیّین سے ابن الدمینۃ کے احوال و اشعار کی فصل اشاعت کے لئے الحماسۃ البصریۃ کی ترتیب (۱۹۵۰ء) کے بعد ہی شروع کردی تھی جب الأشباہ اور دیوان کی ترتیب کا کام قاہرہ میں غالباً شروع بھی نہیں ہوا تھا۔ مجھے المختار من شعر ابن الدمینۃ کی طباعت کی آسانیاں اس وقت میسر ہوئیں جب میں نے ۱۹۶۰ء میں مجلّۂ علوم اسلامیہ انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز سے شائع کرنا شروع کیا۔

۲۔ میں نے الاستاذ کے گھر بیٹھ کر ان کے نسخے سے دوراتا میں پوری مراتب النحویین نقل کرلی تھی، جسے دیکھ کر استاد نے بہت دعائیں دیں، لیکن اس کی اشاعت کا کوئی انتظام نہ ہوسکا، اب قاہرہ سے اس کی اشاعت کی اطلاع ملی تو اپنی محنت کے ضائع ہونے پر افسوس ہوا، الاستاذ کو اپنے تاثرات لکھے تو ان کے یہ کلمات تسلی کے آئے۔

خط نمبر: ۱۸

۱۔ پروفیسر ضیاء احمد بدایونی (۱۹۸۴-۱۹۷۳ء) سابق صدر شعبۂ فارسی، علی گڑھ یونیورسٹی اس وقت پاکستان میں مقیم تھے اور استاد المیمنی سے ملنے گئے تھے۔

۲۔ مجلّۂ علوم اسلامیہ مراد ہے، عبدالشاہد خاں شروانی (ولادت ۱۲ رجنوری ۱۹۱۵ء، وفات ۲۲ رفروری ۱۹۸۴ء) علی گڑھ یونیورسٹی کے کتب خانے میں شعبۂ عربی و فارسی کے نگراں تھے، علی گڑھ سے ہفت روزہ ''جمہور'' وہی مرتب کرتے تھے اگرچہ اس پر نام محمد علی خاں ثمر کا چھپتا تھا۔

۳۔ ڈاکٹر محمد عمر میمن، الاستاذ کے چھوٹے صاحبزادے۔ استاذ المیمنی کبھی کبھی مزاحاً انہیں ''امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز'' کے نام سے مخاطب کرتے تھے۔

خط نمبر: ۱۹

۱۔ ابوریحان البیرونی کی کتاب ''الصیدنۃ فی الطب'' پر ڈاکٹر نذیر احمد صاحب (سابق صدر شعبۂ فارسی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی) کا مقالہ جو ایران سوسائٹی کے جریدے Indo-Iranica میں شائع ہوا۔

۲۔ حکیم نیر واسطی (وفات ۲۶ رمئی ۱۹۸۲ء) کتاب الصیدنۃ پر تحقیق اور اس کی اشاعت میں دلچسپی رکھتے تھے۔ یہ کتاب

بعدازاں حکیم محمد سعید اور ڈاکٹر رانا احسان الٰہی کی تحقیق کے بعد ۱۹۷۳ء میں ہمدرد فاؤنڈیشن کراچی نے شائع کی۔
۳۔ ترکی کے نامور محقق اور عالم جو حکیم نیرؔ واسطی کے دوست تھے۔
۴۔ راقم نے الاستاذ المیمنی سے النمری اور ابوریاش کی شروح حماسۃ کے عکس کے لئے گزارش کی تھی۔

خط نمبر: ۲۰

۱۔ سیّد ہاشم ندوی استھاواں (بہار) میں ۱۹۰۴ء میں پیدا ہوئے۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں تعلیم حاصل کی جہاں سے ۱۹۲۴ء میں فارغ ہوئے۔ ۱۹۲۶ء میں دائرۃ المعارف عثمانیہ حیدرآباد دکن میں بطور رفیق خدمات علمیہ کا آغاز کیا۔ اس ادارے میں قیام کے دوران آپ نے قدیم کتب کی تحقیق و اشاعت کے لئے بیش بہا خدمات انجام دیں۔ اپریل ۱۹۷۲ء میں حیدرآباد میں انتقال ہوا۔ آپ کی تالیفات میں تذکرۃ النوادر شامل ہے۔
۲۔ علامہ سیّد سلیمان ندوی نے اپنے ایک مقالے میں اور سیّد ہاشم ندوی نے تذکرۃ النوادر میں اس کتاب کا ذکر کیا لیکن کہیں اس کا اظہار نہیں کیا کہ سب سے پہلے اس کا مخطوطہ استاذ المیمنی نے مکتبۂ ناصریہ لکھنؤ میں دریافت کیا تھا۔
۳۔ سدوسی کی کتاب ''نسب قریش'' قاہرہ سے چھپی جبکہ زبیر بن بکار کی ''جمہرۃ نسب قریش'' محمود محمد شاکر کی تحقیق کے بعد ۱۹۶۱ء میں اشاعت پذیر ہوئی۔
۴۔ ابن قدامۃ المقدسی کی کتاب ''التبیین فی انساب القرشیین'' استاذ محمد نایف الدیلمی کی تحقیق کے بعد ۱۹۷۶ء میں بغداد سے شائع ہوئی۔
۵۔ یہ خط لاہور سے لکھا گیا جہاں الاستاد اورینٹل کالج میں خدمات انجام دے رہے تھے۔
۶۔ دیوان شعر بشار جمع و تحقیق۔ استاذی سیّد بدرالدین علوی (وفات ۱۹۶۵ء)۔ یہ کتاب دارالثقافۃ بیروت کی جانب سے ۱۹۶۴ء میں شائع ہوئی۔

خط نمبر: ۲۱

۱۔ ڈاکٹر عبدالمعید خاں ڈائریکٹر دائرۃ المعارف عثمانیہ حیدرآباد دکن کی جانب سے دائرہ کی جدید مطبوعات نہ بھیجنے کا ذکر کیا ہے۔
۲۔ ڈاکٹر محمد عمر میمن جو اس وقت امریکہ میں مقیم تھے۔
۳۔ شیخ خلیل بن محمد بن حسین بن محسن انصاری یمانی ۱۸۸۶ء میں بھوپال میں پیدا ہوئے۔ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں تعلیم حاصل کی۔ بعدازاں مدرسۂ عالیہ کلکتہ میں استاد عربی مقرر ہوئے۔ نومبر ۱۹۲۳ء تا اکتوبر ۱۹۳۶ء شعبۂ عربی لکھنؤ یونیورسٹی میں خدمات انجام دیں۔ بعدازاں خرابی صحت کی بنا پر بھوپال منتقل ہوگئے۔ قیام پاکستان کے بعد کراچی منتقل ہوگئے جہاں ۲؍اگست ۱۹۶۶ء کو ان کا انتقال ہوا۔ شیخ خلیل عرب کی صاحبزادیاں مرحومہ رقیہ خلیل عرب اور محترمہ ڈاکٹر عطیہ خلیل عرب عربی زبان وادب میں مہارت رکھتی ہیں ان دونوں نے استاذ میمن سے استفادہ کیا ہے۔
۴۔ ڈاکٹر رانا احسان الٰہی مقرر کیے جاسکتے تھے۔ یہ بہت لائق آدمی تھے انھوں نے پروفیسر آربری کی نگرانی میں یاقوت الحموی پر قابل قدر کام کیا تھا۔ اورینٹل کالج میگزین میں ان کے متعدد بلند پایہ مقالات شائع ہوئے تھے۔

خط نمبر:۲۲

۱۔ طے ہوا تھا کہ آخری پروف مجھے بھیجا جائے گا لیکن دائرۃ المعارف کے لئے ۹۵۰ صفحات کی ضخیم کتاب کے پروف حیدر آباد سے علی گڑھ بھیجنا ممکن نہ ہو سکا۔ پروف دائرے کے مصحح تحسین پڑھتے رہے، ڈاکٹر عبدالمعید خاں کو بھی تصحیح کا موقع نہ مل سکا۔

خط نمبر:۲۳

۱۔ مراد ہے کتاب ''حماسۃ الظرفاء'' تالیف ابو محمد عبداللہ بن محمد العبدالکانی الزوزنی۔ راقم نے استاذ سے اس کتاب کے بارے میں معلوم کیا تھا۔ اس کتاب کا پہلا حصہ محمد جبار المعید کی تحقیق سے ۱۹۷۳ء میں بغداد سے شائع ہوا۔

خط نمبر:۲۴

* الأستاذ المیمنیؒ کے یہ تین خطوط بعد کو دستیاب ہوئے یہاں پیش کئے جاتے ہیں۔

۱۔ میں اس وقت لیڈن (ہولینڈ) میں مقیم تھا جو عربی کے قدیم مطبوعات اور نادر مخطوطات کا بہت اہم مرکز ہے۔ وہاں کے نوادر علمیہ کے بارے میں وقتاً فوقتاً الأستاذ کو لکھتا رہتا تھا۔

۲۔ روکیفلر کی فیلوشپ اور میری یک سالہ تعلیمی رخصت ستمبر ۱۹۵۴ء میں ختم ہوگئی تھی۔ پروفیسر سر ہملٹن گب نے مشورہ دیا کہ میں سال دو سال اوکسفرڈ میں مزید قیام کر کے قدیم عربی ادب کے بھی کسی موضوع پر ریسرچ کروں۔ ان کی سفارش پر اور ذاکر صاحب اور علیم صاحب کی توجہ سے سال ڈیڑھ سال کی رخصت اور نصف تنخواہ یونیورسٹی نے منظور کی۔

۳۔ ان حضرات کی مصر کے بعض عربی کے فضلاء سے گفتگو ہوئی لیکن انھیں جو مراعات اور آسانیاں اپنے ملک میں حاصل تھیں وہ علی گڑھ میں ممکن نہ تھیں۔

۴۔ ڈاکٹر احمد امین، مشہور مصری عالم اور مصنف جو الاستاذ کے دوستوں اور قدر دانوں میں تھے۔ میری ان سے دو ملاقاتیں ۱۹۵۳ء میں قاہرہ میں ہوئیں۔

خط نمبر:۲۵

۱۔ یہ قاضی محمد اختر جونا گڑھی کے نام میرا آخری خط تھا۔

۲۔ عہد جاہلیت کی ایک عورت جو اپنی تیز بصارت کے لئے شہرت رکھتی تھی۔ جاحظ نے لکھا ہے کہ وہ تین دن کی مسافت کی دوری کی چیزیں دیکھ لیتی تھی۔ عربی کی ایک مثل ہے أبصر من زرقاء الیمامۃ۔

۳۔ الاستاذ نے التنبیہات علی أغالیط الرواۃ مرتب کی تھی، ان کے پیش نظر قاہرہ کا نسخہ تھا۔ مجھے لیڈن میں اس کا ایک نسخہ ملا جو مستشرق جوزف ھل (مرتبِ دیوان فرزدق) کا مملوکہ تھا۔ اس کی اطلاع میں نے آپ کو دی تھی۔

۴۔ جمھرۃ الاسلام میں عباسی شاعر فضل بن عبدالصمد الرقاشی کا قصیدہ میمیہ اور بکر بن النطاح کا قصیدۂ نونیہ مجھے کسی کتاب میں نہیں مل رہا تھا، میں نے الاستاذ سے پوچھا تھا انھوں نے کوئی مرجع نہیں بتایا صرف لکھ دیا کہ ان کی کتاب سمط اللآلی میں نہیں ہے۔ السمط اور متداول کتابوں میں یہ قصیدے نہیں تھے تبھی تو الاستاذ سے پوچھا تھا۔

۵ ابوعبید البکری نے امالی القالی کی شرح اللآلی میں اصمعی اور ابوزید کے حوالے سے لکھا تھا: لایقال عِرق النسا۔ الاستاذ فرماتے تھے کہ میں نے سخت تلاش وجستجو کے بعد فروۃ بن مسیک کا یہ شعر تلاش کیا تھا جس میں 'عِرق نسا'' کا کلمہ آیا ہے۔ میں نے لیڈن کے ایک قدیم مخطوطے سے ایک دوسرا شعر تلاش کر کے الاستاذ کو بھیجا تھا جس میں یہ کلمہ استعمال ہوا تھا۔ الاستاذ کے کلمۂ تحسین کا منتظر ہی رہا۔

٦ جمہرۃ [جمہرۃ] الاسلام کمیاب اور نایاب تحریرات کا نادر ذخیرہ ہے۔ ابن الهبّاریہ کی نظم حیّ علی خیر العمل پچاس ساٹھ سال سے تلاش کر رہا ہوں اب تک کہیں نہیں ملی۔

۷ مجھے جرمنی کے ایک کتب خانے میں ابن البوّاب کے ہاتھ کا لکھا ہوا المبرّد النحوی کا نایاب رسالہ ملا تھا جس میں اس نے اپنا نام علی بن ھلیل لکھا تھا۔

۸ یہاں آپ کے حافظے نے دھوکا دیا۔ مرھف بن اسامۃ بن منقذ الشیزری کے ہاتھ کی کوئی تحریر نہیں ملی۔

۹ الاستاذ کبھی کبھی اپنے دوست مولانا ابوعبداللہ السورتی کو مزاحاً 'غبو عبد اللہ' کہتے تھے۔

۱۰ اب میں نے قاضی المعافی النہروانی کی الجلیس الناصح الشافی شعبۂ عربی کے تین اسکالرز سے مرتب کرا کے دائرۃ المعارف حیدرآباد سے شائع کرا دیا ہے۔ آخری کچھ مجلسیں ابھی مرتب نہیں ہوئی ہیں۔

۱۱ صحیح صورت حال یہ ہے کہ واصل بن عطاء کا خطبہ جس میں حرف راء استعمال نہ کرنے کا التزام ہے اور جو مجھے الشیزری کے جمھرۃ [جمہرۃ] الاسلام میں ملا ہے ابھی تک کہیں شائع نہیں ہوا ہے۔ یہ الاستاذ عبدالسلام محمد ہارون کے شائع کردہ متن (نوادر المخطوطات ۲:۱۳۴) سے بالکل مختلف ہے۔ الاستاذ کی نظر سے یہی گزرا تھا۔ یہ بہت مختصر ہے الشیزری کا پیش کردہ خطبہ طویل ہے۔ حضرۃ الاستاذ واصل کے اس خطبہ سے واقف نہ تھے جس کا متن جمھرۃ [جمہرۃ] الاسلام میں محفوظ ہے۔

۱۲ ابن السرّاج کا ترجمہ مجھے معجم الادباء میں مل گیا تھا لیکن الجزری کی کتاب کا حوالہ حضرۃ الاستاذ کی توجہ ہی سے مجھے حاصل ہوا۔

۱۳ الشیزری کا لکھا ہوا ایک طویل مزدوجہ مجھے جمھرۃ [جمہرۃ] الاسلام میں ملا تھا۔ یہ کہیں اور نہ ملا، حضرۃ الاستاذ کے پاس دوسرے مصنفین کے مزدوجات نکلے۔

۱۴ میرے لئے بالکل نئی اطلاع تھی المغربی کی اس تصنیف کی اشاعت کے متعلق۔

۱۵ المعرّی کے نام المغربی کا یہ رسالہ میمن منزل میں دیکھ چکا تھا اور اس کی نقل بھی لے لی تھی، پھر لیڈن یونیورسٹی لائبریری کے کتب خانے میں اس کا دوسرا نسخہ ملا۔

۱۶ علی گڑھ اور راجکوٹ کے مکانات مراد ہیں۔

۱۷ یہ ولی محمد صاحب لکچرر شعبۂ انگریزی کا مکان تھا، یہ پنجاب کے رہنے والے تھے، تقسیم ہند کے بعد ام شریف (فلسفہ)، خواجہ منظور حسین (انگریزی) اور سید مجید الدین (اکنامکس) کے ساتھ ولی محمد صاحب علی گڑھ سے رخصت ہوگئے، (یہ سب بدر باغ میں ایک جگہ رہتے تھے)۔ 'ولی منزل' 'میمن منزل' سے کچھ بڑی تھی اس کا محل وقوع بھی بہتر

تھا بعد کو اس میں مونس عابدی اور خورشید الاسلام علیحدہ علیحدہ حصوں میں رہے۔ کچھ دنوں تک اس میں شہاب الدین محمد مغنی بھی قیام پذیر رہے۔

۱۸۔ قاضی محمد اختر جونا گڑھی سندھ یونیورسٹی حیدر آباد میں اسلامیات کے پروفیسر ہو گئے تھے۔ الاستاذ کے دوستوں میں تھے۔ تاریخ وفات ۶ راگست ۱۹۵۵ء ہے۔

۱۹۔ مجھے جمھرۃ [جمہرۃ] الاسلام میں المبرّد کی ایک نثر ملی تھی جو اس کی کسی مطبوعہ وغیر مطبوعہ تصنیف میں نظر سے نہیں گزری۔ مجھے خیال گزرا ممکن ہے یہ اس کی گمشدہ تصنیف کتاب الروضۃ سے لی گئی ہو۔

۲۰۔ کتاب الفاضل، المبرّد کی بھی ہے اور الوشاء کی بھی ہے۔ مؤخر الذکر کا تیسرا نسخہ انڈیا آفس کے کتب خانے میں ۱۹۵۴ء میں میری نظر سے گزرا۔

۲۱۔ یہ مقصورہ مکہ اور مدینہ کی فضیلت میں نظم ہوا ہے۔ ایک شاعر نے مکہ کی فضیلت لکھی ہے اور دوسرے نے مدینہ کو افضل بتایا ہے۔ الاستاذ نے لکھا کہ دونوں مقصورے ان کے پاس ہیں لیکن یہ نہیں بتایا کہ کس کتاب میں ہیں۔ بہت دنوں کے بعد یہ مقصورے ابن عساکر کی ''تاریخ دمشق'' میں مل گئے۔ الاستاذ چاہتے ہوں گے کہ طالب علم محنت کی عادت ڈالیں اور خود تلاش کریں۔

۲۲۔ دیک الجن کا بائیہ مجھے اب تک جمھرۃ [جمہرۃ] الاسلام کے علاوہ کہیں اور نہیں ملا، تلاش اب بھی جاری ہے۔

خط نمبر: ۲۶

۱۔ ڈاکٹر ریاض الرحمٰن شروانی ۱۹۵۶ء میں حکومتِ ہند کے ایک وظیفہ پر ڈاکٹر خورشید احمد فارق اور عبدالحلیم ندوی کے ساتھ قاہرہ میں مقیم تھے۔

۲۔ سید ابو بکر حسنی ندوی، ڈاکٹر اعجاز احمد (الٰہ آباد) اور عامر انصاری صاحب اسی وظیفے پر ایک سال پہلے قاہرہ پہنچے تھے۔ ابو بکر حسنی کے دونوں رفقاء تو مصر میں تعلیمی مدت ختم کر کے ہندوستان واپس ہو چکے تھے، لیکن حسنی صاحب قاہرہ میں موجود تھے اور فارق صاحب کے ساتھ الاستاذ سے ملنے آ گئے۔

۳۔ ڈاکٹر صلاح الدین المنجّد عرب لیگ کے معہد المخطوطات المصریۃ کے ڈائریکٹر تھے اور رشاد عبدالمطلب ان کے نائب تھے۔ المنجّد نے معہد المخطوطات کی طرف سے الحماسۃ البصریۃ کی اشاعت منظور کر لی تھی لیکن میں اس وقت مسودے کی نظر ثانی میں مصروف تھا اس لئے مسودہ اشاعت کے لئے قاہرہ نہ بھیج سکا۔

☆ ڈاکٹر عابد احمد علی

خط نمبر: ۱

* ڈاکٹر سید عابد احمد علی، سرسید کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ علی گڑھ سے عربی میں ام۔اے۔ کر کے ۱۹۳۶ء میں آکسفرڈ گئے اور مارگولیتھ کی نگرانی میں ابن السکّیت کی اصلاح المنطق کا تنقیدی ایڈیشن تیار کر کے انھوں نے ڈاکٹریٹ حاصل کی۔ انھوں نے اس کا انگریزی مقدمہ کچھ ترمیم و اضافے کے ساتھ شیخ محمد اشرف کے ادارے سے لاہور سے شائع کر دیا ہے۔ تقسیم ہند کے بعد ڈاکٹر صاحب لاہور گئے اور وہاں مفید علمی خدمات

انجام دیتے رہے۔ ۱۹۶۶ء میں وہ پنجاب یونیورسٹی کے شعبۂ اسلامیات سے منسلک تھے اور ۱۹۶۹ء میں وہ پنجاب پبلک لائبریری کے ادارۂ بیت القرآن لاہور میں ڈائریکٹر کے فرائض انجام دے رہے تھے کچھ دنوں تک وہ اردو دائرۂ معارف اسلامیہ لاہور سے بھی منسلک رہے، خود انھوں نے بھی اس کے لئے مضامین لکھے اور دوسرے مقالہ نگاروں کے مقالات پر نظر ثانی کی اور ان پر مفید اضافے کئے۔ ۱۹۴۷-۱۹۴۸ء میں ام.اے. میں انھوں نے ہمیں نقد الشعر پڑھائی اور تاریخ ادب عربی کے مطالعے کے سلسلے میں مفید مشورے دیتے رہے۔ وہ طلباء اور اساتذہ دونوں میں ہر دلعزیز تھے۔ میرا ان سے تعلق صرف دو سال رہا لیکن ان کی شفقت و محبت ہمیشہ یاد رہے گی۔ وہ زندگی کے آخر دور تک سرگرم عمل رہے۔ لاہور میں وفات پائی۔ خدا ان کی مغفرت فرمائے اور ان پر رحمت و رضوان کے پھول برسائے۔

ل پروفیسر آل احمد سرور کی ادارت میں انجمن ترقی اردو ہند کے رسالہ ''اردو ادب'' نے علی گڑھ میں مولانا ابوالکلام آزاد پر ایک خصوصی نمبر شائع کیا تھا۔

خط نمبر:۴

ل رشید صاحب کی کتاب بھیج دی گئی تھی۔ ڈاکٹر زبید احمد استاد شعبۂ عربی الہ آباد یونیورسٹی کی کتاب جالندھر (پنجاب) میں کچھ عرصہ پہلے چھپی تھی اور اب ممکن الحصول نہ تھی۔ یہ دراصل ڈاکٹر صاحب کا مقالۂ علمیہ تھا جس پر انھیں لندن یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ تفویض ہوئی تھی۔ مقالہ نظر ثانی و اضافات کے بعد کتابی شکل میں شائع ہوا۔ یہ کتاب اپنے موضوع پر مفید اور اہم تھی بہت مقبول ہوئی۔ بعد کو پاکستان سے اس کا اردو اور بغداد سے اس کا عربی ترجمہ شائع ہوا۔

خط نمبر:۵

ل نسیم قریشی صاحب، شعبۂ اردو مسلم یونیورسٹی نے علی گڑھ میگزین کا ایک خصوصی شمارہ تحریک علی گڑھ پر غالباً ۱۹۵۳ء میں شائع کیا تھا، اس وقت وہ ریسرچ اسکالر تھے بعد کو شعبے میں لکچرر مقرر ہوئے اور بڑے کامیاب استاد ثابت ہوئے۔ علی گڑھ سے والہانہ محبت کرتے تھے، متقاعد ہونے کے بعد بھی علی گڑھ ہی میں مقیم رہے۔ ان کی وفات یہیں ۱۹۸۴ء میں ہوئی تدفین لکھنؤ میں ہوئی۔ یہ شمارہ میں نے ڈاکٹر صاحب کو لاہور بھیج دیا تھا۔